نمبر ۲ | مورخہ ۴ر جون سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۷ر صفر سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا وصال

نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب خلف اکبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... زوجہ اول نے طویل علالت کے دوران میں نمونیا کا حملہ ہو گیا۔ ۲ جولائی بروز جمعرات صبح کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگرچہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کرنے کی سعادت ہمیشہ ہی حاصل رہی۔ اور آپ کے اہل و عیال ایک عرصہ ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا چکے تھے۔ لیکن خود وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد مبارک میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور گزشتہ سالانہ جلسہ کے ایام میں انہیں خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کا شرف عطا کیا۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے مامور اور مرسل کی شناخت کی توفیق بخشکر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت کے دامن سے وابستہ کر کے ان کا انجام نہایت ہی مبارک کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی نعش کو مقبرہ بہشتی کے اس احاطہ میں دفن کرنے کا فیصلہ فرمایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے حقیقی طور پر حضرت فرماسکا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت میں داخل کرنے کا نشان قائم کیا۔ پونے پانچ بجے کے قریب جنازہ اٹھایا گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ باغ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اور لمبی دعا کی۔ نماز جنازہ کے بعد سب مجمع کو شکل دکھائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے جنازہ کو کندھا دیا۔ اور لاش اٹھا کر قبر میں رکھائی۔ اس وقت جبکہ قبر میں مٹی ڈالی جا رہی تھی۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر دعا کی۔ پھر سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کی قبر پر دعا کی۔ بالآخر حضرت مرزا صاحب مرحوم کی قبر پر دعا کر کے واپس تشریف لائے ؛

حضرت مرزا صاحب مرحوم کی شکل و شباہت بہت کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ تھی۔ اور کچھ لکھا ہوا پڑھتے وقت گنگنانے کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز سے بالکل ملتی تھی۔ اکثر لوگ ان سے ملاقات کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک کی یاد تازہ کر کے مسرت حاصل کیا کرتے تھے۔ آپ نہایت متواضع اور وسیع الاخلاق انسان تھے۔ قوت تحریر اور زور قلم آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ورثہ میں پایا تھا۔ ملک کے علمی و ادبی رسائل و اخبارات آپ کے مضامین بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور فخر کے ساتھ شائع کرتے۔ تحریر کا شغل آخر عمر تک جاری رہا۔ قریباً اسی سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا ؛

ہم اس افسوسناک حادثہ پر حضرت مرزا صاحب مرحوم کے تمام خاندان اور خاص کر ان کے صاحبزادگان جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے اور جناب مرزا رشید احمد صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور دینی و دنیوی لحاظ سے اپنے انعامات کا وارث بنائے۔ آمین۔

۴۳

۴۴- یکم جولائی گرلز ہائی سکول میں ایف اے کلاس کا افتتاح کیا گیا۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے تلاوت قرآن کریم کرنے کے بعد جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے نے بحیثیت ناظر تعلیم و تربیت لڑکیوں کی تعلیم پر تقریر کی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر فرمائی۔ اور آخر میں دعا کی۔ یہ تقریریں اگلے پرچہ میں درج کی جائیں گی ؛

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

افغان وفد کی حجاز سے مراجعت

شاہ افغانستان نے حکومت حجاز کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کے لئے جو وفد بھیجا تھا۔ وُہ واپس آگیا ہے۔ وفد حکومت حجاز کا بہُت مداح ہے۔ اور اس نے شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ حکومت حجاز نے دوران اقامت میں ہماری ہر طرح تعظیم و تکریم کی ؛

حجاز میں تعمیر چاہ کا کام

حکومت حجاز نے ایک امریکن انجنیر اس غرض سے متعین کیا ہے کہ وُہ کوئی ایسی جگہ تلاش کرے۔ جہاں سے پانی برآمد ہو سکے۔ اور وہاں کنوآں بنانا ممکن ہو۔ معلوم ہوُا ہے۔ وادیٔ فاطمہ اور جدہ کے درمیان ایسی زمین مل گئی ہے ؛

حجاز میں سکوں کی قیمت

حکومت حجاز کے محکمہ مالیات نے کئی مقامات پر ایسے انتظامات کئے ہیں۔ جہاں قرش کو مصری ایال کے ساتھ اصل قیمت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح گنی کی قیمت بھی مقرر کر دی گئی ہے اور اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ ان قیمتوں میں کمی بیشی کرنے والوں کو سزا دی جائے گی ؛

افیون کانفرنس میں حجازی نمائندہ

مصر کا اخبار الاہرام رقمطراز ہے۔ کہ شیخ حافظ وہبہ افیون کانفرنس میں شرکت کی غرض سے بذریعہ ہوائی جہاز جینوا آگئے ہیں

مجاہدین ریف کا مطالبہ آزادی

معاصر الحیات کا نامہ نگار طیطوان سے اطلاع دیتا ہے کہ ہسپانیہ میں قیام جمہوریت نے [illegible]م کے اندر ایک نئی رُوح پھونک دی ہے۔ اور اسی سے متاثر ہو کر مجاہدین ریف بھی حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے زبردست ایجی ٹیشن کیا جارہا ہے ؛

سابق خدیو مصر کا وظیفہ

پچھلے دنوں یہ خبر شائع کی جا چکی ہے۔ کہ علمی پاشا سابق خدیو مصر حقوق بادشاہی سے دست بردار ہو گیا ہے اس کے عوض میں حکومت مصر نے اس کے لئے سالانہ تیس ہزار مصری پاؤنڈ کی منظوری دی ہے ؛

ترکی بیزانیہ میں بچت

جون سنہ ۱۹۳۱ء کو شروع ہونے والے سال کے لئے حکومت ترکی نے جو میزانیہ تیار کیا ہے۔ اس میں ۱۸- کروڑ ترکی پونڈ یعنی [illegible] کروڑ ۸۹- لاکھ انگریزی پاؤنڈ کی بچت کی گئی ہے ؛

حکومت ترکی کے سفارت خانے

چند روز ہوُئے۔ یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ برازیل۔ ناٹکن اور کابل میں جو ترکی سفارت خانے قائم ہیں۔ وُہ اقتصادی مشکلات کی وجہ سے توڑ دیئے جائیں گے۔ مگر اب معلوم ہوُا ہے۔ انہیں توڑا نہیں جائے گا۔ البتہ ان مقامات کے سفراء اور دیگر ارکان سفارت کو اس شرط پر اپنے عہدوں پر بحال رکھا جائے گا۔ کہ وُہ طویل عرصہ کے لئے رخصتیں لے کر انگورہ میں رہیں۔ اور انگریزی پونڈ کی بجائے ترکی پونڈوں میں تنخواہیں وصُول کیا کریں۔ اس طرح سفارتوں کا خرچ ½ رہ جائے گا ؛

تاریخ حجاز کی تکمیل

شیخ حافظ وہبہ سفیر حجاز متعینہ لنڈن نے تاریخ حجاز مکمل کر لی ہے۔ جو سنہ ۱۹۱۲ء سے شروع ہوتی ہے۔ اور خود ہی اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی کر لیا ہے۔ یہ کتاب چھپکر شائع ہو گئی ہے۔ اور لنڈن و نیو یارک میں خوب بک رہی ہے ؛

فلسطین میں مزارعین کی امداد کا قانون

الاہرام کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ فلسطین کے یہود چونکہ وہاں کے مزارعین کو وہاں سے خارج کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس لئے حکومت نے ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک خاص قانون نافذ کیا ہے۔ جس کے رُو سے عدالتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وُہ اس بات کا پُورا پُورا اطمینان کئے بغیر کہ اجارہ دار یا مزارع نے شرائط اجارہ کی پابندی نہیں کی۔ اسے بے دخل نہ کریں۔ اسی طرح مویشی چرانے یا گھاس کاٹنے کے اجارے بھی اس وقت تک منسوخ نہیں ہو سکتے۔ جب تک وصولی اجارہ کی تمام توقعات کاملاً منقطع نہ ہو جائیں۔ نیز ایک دفعہ معاہدہ ہو جانے کے بعد کوئی زمیندار اجارہ یا کرایہ کی رقم میں اضافہ نہیں کر سکتا ؛

مصر میں اخبارات کے لئے ایک قانون

حکومت مصر نے ایک پریس ایکٹ نافذ کیا ہے جس کے رُو سے ۲۵ سال سے کم عمر کا شخص کسی اخبار کا ایڈیٹر نہیں بن سکے گا۔ نیز ایڈیٹر کے لئے مصری یونیورسٹی کا گریجوایٹ اور مصری ہونا لازمی ہے ؛

کابل میں بندوق چلانے کی ممانعت

حکومت افغانستان نے کابل اور اس کے نواحی مضافات میں بندوق یا ریوالور چلانے کی ممانعت کر دی ہے ؛

مصری سیاسیات کے متعلق عمائدین ملک کی تقریریں

محمد محمود پاشا کی دعوت پر دستوریوں کے کلب میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوُا جس میں مصطفےٰ انحاس پاشا کے علاوہ دیگر اراکین وفد اور ہزارہا افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ محمود پاشا اور مصطفےٰ انحاس پاشا نے مصر کی موجودہ حالت پر تقریر کی۔ محمُود پاشا نے کہا۔ کہ انتخابات کے سلسلہ میں سخت المناک واقعات پیش آئے۔ دس اشخاص مقتول ہوئے۔ سیکڑوں زخمی ہوُئے۔ اور بہت سے شرفاء اور امراء گرفتار ہوئے۔ اور قید کر دیئے گئے۔ حکومت انتخاب میں ناکام رہی۔ لیکن صدقی پاشا کی جرُأت دیکھئے۔ کہ وُہ اپنی کامیابی کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن ایک شخص بھی ووٹ دینے نہ گیا۔ اور بائیکاٹ کامیاب رہا۔ میں صاف صاف کہنا چاہتا ہوُں۔ کہ انتخابات کا نتیجہ جو سرکاری طور سے شائع ہوُا ہے۔ وُہ سراسر جھُوٹ ہے۔ ہم حکومت پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس نے انتخابات میں عدل و انصاف سے کام نہ لیا۔ حکومت اس کا جواب کیوں نہیں دیتی۔ ظلم کرنے والے عنقریب دیکھ لیں گے۔ کہ کتنا زبردست انقلاب ہو گیا ؛

مصطفےٰ انحاس پاشا نے اپنی تقریر میں کہا ہم اپنی سیادت و قیادت کی حفاظت کریں گے۔ اور اس کے لئے اپنا آخری قطرہ خون بھی بہا دینگے برطانیہ غیر جانبداری کی مدعی ہے۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ پانچ سال سے اس کی فوجیں مصر میں پڑی ہوئی ہیں۔ وُہ یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ ان کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اب یا تو صُلح ہو گی یا جنگ

حجاز میں خوفناک قحط

ایک حاجی صاحب جو حال ہی میں حجاز سے واپس آئے ہیں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حجاج کے آخری جہاز سے مکہ معظمہ پہونچا۔ میں نے اہل حجاز کی جو دردناک حالت دیکھی۔ وُہ ہرگز قابل بیان نہیں ہزارہا مرد و عورت اور بچے ہیں۔ جو دانہ دانہ کو محتاج ہیں۔ فاقہ کشی سے ان کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ جسم میں سوائے ہڈی اور چمڑے کے کچھ باقی نہیں۔ جب ہم مدینہ طیبہ کی زیارت کو روانہ ہوُئے۔ تو جہاں موٹر ٹھیرتا تھا۔ ہزاروں فاقہ زدہ حجازی ہمارے موٹروں کو گھیر لیتے تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے اُن کو گھوڑوں اور گدھوں کی لید سے دانے چن چن کر کھاتے دیکھا۔ جس وقت مدینہ طیبہ میں پہونچے۔ تو وہاں ہم نے اور بھی زیادہ بدتر حالت دیکھی۔ [illegible] تمام مسجدوں [illegible] ہزاروں غریب عرب پڑے ہوُئے تھے۔ اور فاقہ کشی کی مصیبت میں مبتلا تھے۔ پولیس جب انہیں مسجدوں سے [illegible] نکالتی تھی۔ تو وُہ سڑکوں پر آپڑتے تھے۔ حجاز ریلوے کے اسٹیشن سے جنت البقیع تک اور مسجد نبوی سے روضۂ امیر حمزہ تک عورتیں بچے اور ضعیف مرد اس طرح پڑے تھے۔ کہ گو یا انہیں اب انہیں موت کا انتظار ہے۔ ہزاروں عرب فاقہ کشی سے مر چکے ہیں۔ اور برابر مر رہے ہیں۔ ایک روز مجھے بتایا گیا کہ آج سات سو آدمی مرے دوسرے روز پانچ سو کی اطلاع ملی۔ اور تیسرے روز ۸- سو عربوں نے بھوک سے تڑپ تڑپ کر جان دی اسطرح حجاز اور خصوصاً مدینہ طیبہ و مکہ کی اصل آبادی روز بروز فنا ہو رہی ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

زمینداروں کی اقتصادی حالت کس طرح درست ہو سکتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

۲۰ و ۲۱ جون لائل پور میں زمینداروں کی موجودہ مشکلات پر غور کرنے اور انہیں دور کرنے کے طریق سوچنے کے لئے جو زمیندارہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ذیل کا مضمون پڑھا گیا تھا۔ جس میں زمینداروں کی اقتصادی حالت درست کرنے کے متعلق نہایت مفصل بحث کی گئی ہے۔ ہمارے زمیندار احباب کو نہ صرف خود بہت غور اور توجہ سے اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے بلکہ دوسرے زمیندار اصحاب کو بھی پڑھانا چاہیئے۔ اور اس میں جو طریق بتائے گئے ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

ملکی ترقی کے لئے نیک فال

برادران! مجھے اس بات کو معلوم کر کے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے۔ کہ زمیندار جو اس بات میں بدنام ہیں۔ کہ انہیں سوائے اپنی قریبی ضروریات کے اور کسی بات کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اب اپنی حالت سدھارنے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اور میں آپ کی موجودہ کانفرنس کو اپنے ملک کی ترقی کے لئے ایک نہایت ہی نیک فال سمجھتا ہوں۔

زمینداروں کے مقاصد اجتماع سے ہمدردی

گو میں اس علاقہ کا باشندہ نہیں ہوں۔ جس علاقے کے زمینداروں کی طرف سے یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ لیکن بوجہ اس کے کہ میں خود زمیندار ہوں۔ اور ہزارہا آدمی میری جماعت کے اس علاقے میں بستے ہیں جس کی طرف سے یہ کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ مجھے آپ لوگوں کے اجتماع کے مقاصد سے پوری دلچسپی اور ہمدردی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس خلوص نیت سے میں آپ لوگوں کو اپنے علم اور تجربہ کے مطابق اپنی اقتصادی حالت کی درستی کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ اسی خلوص نیت کے ساتھ آپ لوگ بھی میری باتوں پر غور کریں گے۔ خواہ ان میں سے بعض باتیں آپ کے موجودہ خیالات کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

ہر شعبۂ زندگی میں دیانتداری مقدم رہے

سب سے پہلے میں آپ لوگوں سے یہ بات کہنی چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں دیانتداری اور سچائی کو مقدم رکھنا چاہیئے اور خواہ ہمارا مخاطب ہم سے کسقدر ہی اختلاف رکھتا ہو۔ اس کی خوبیوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

گورنمنٹ اور زمیندار

پس گو اس وقت ہمارے اجتماع کی غرض یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کے سامنے اپنی موجودہ حالت کو پیش کرتے ہوئے۔ اس سے معاملہ اور آبیانہ کی کمی کا مطالبہ کریں۔ لیکن ہمیں یہ امر نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ گورنمنٹ نے پچھلے تمام دستوروں کے خلاف اس سال معاملے اور آبیانے میں ایسی کمی کی ہے۔ جسے ہم خواہ اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے کتنا ہی تھوڑا سمجھیں لیکن گورنمنٹ کے پچھلے عمل اور پچھلے طریق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ ایک بہت بڑی کمی ہے۔ پس گو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس کمی سے زمینداروں کی تکلیف دور نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس کمی سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ گورنمنٹ نیک نیتی کے ساتھ زمینداروں کی تکالیف پر غور کرنے کے لئے تیار ہے۔

پس جہاں ہمیں گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ معاملے اور آبیانہ میں اور کمی کرے۔ وہاں ہمیں ہز ایکسیلنسی دی گورنر ریونیو ممبر کا ممنون بھی ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے قدیم روایات کے خلاف اور موجودہ حالت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایک صحیح طرف قدم اٹھایا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس نیت کی موجودگی میں جس کا گورنمنٹ نے اظہار کیا ہے۔ اگر واقعات کو صحیح طور پر اور نڈر ہو کر گورنمنٹ کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تو گورنمنٹ ضرور موجودہ تکلیف کے دور کرنے کے لئے ایک اور قدم اٹھائیگی۔ اور زمیندار اس تباہی سے دوچار ہونے سے محفوظ ہو جائینگے جو فقر اور فاقہ کی صورت میں ان کے سامنے آرہی ہے۔

زمینداروں کی تکلیف کا اصلی باعث

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اگر گورنمنٹ معاملے اور آبیانہ میں معتد بہ کمی کردے۔ تو زمینداروں کی موجودہ تکالیف میں ایک حد تک کمی آجائیگی۔ لیکن ہمیں اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ زمینداروں کی مشکلات عارضی مشکلات نہیں ہیں۔ اور کم سے کم ہم اپنے صوبے کے زمینداروں کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جنگ اور جنگ کے بعد کے چند سالوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے۔ زمینداروں کو کبھی بھی حقیقی خوشحالی نصیب نہیں ہوئی پس اگر ہم زمینداروں کی حقیقی خوشحالی چاہتے ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ ہم اس امر پر غور کریں۔ کہ اس تکلیف کے بواعث کیا ہیں۔ اور ان کا علاج کیا ہے۔ اس سال کے معاملے کی تخفیف کا نتیجہ صرف اتنا نکلے گا۔ کہ بہت سے زمیندار اس سال تکلیف سے بچ جائیں گے۔ لیکن قوم کی موت بہر حال بری ہے۔ اگر کوئی قوم ایک سال کی بجائے دس سال میں تباہ ہو جاتی ہے۔ تو ہم اس پر خوش نہیں ہو سکتے۔

پس اس سال معاملے یا آبیانے کی تخفیف اس تباہی سے زمینداروں کو نہیں بچا سکتی۔ جو آہستگی سے لیکن یقینی طور پر ہر سال زیادہ سے زیادہ شدت کے ساتھ انہیں ہلاکت کی طرف بہا رہی ہے۔

زمیندار قرض کی [illegible]

اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہمارے ملک کے زمینداروں کا بیشتر حصہ مقروض ہے۔ اور مقروض بھی اس [illegible] کہ اس قرض [illegible] کی ان کے پاس کوئی بھی صورت نہیں۔ اور ہم ہرگز یہ نہیں [illegible] زمینداروں نے یہ قرض صرف شوق کے طور پر بڑھا دیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ زمیندار بوجہ تعلیم کی کمی اور رسوم میں مبتلا ہونے کے قرض لیتے ہیں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ لیکن یہ زمینداری کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ ہمارا سارا ملک تعلیم میں پیچھے اور رسوم کی بلاؤں میں گرفتار ہے لیکن باوجود اس کے زمینداروں کے سوا دوسرے طبقے اس قدر مقروض نہیں ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمینداروں کے مقروض ہونے کے بواعث تعلیم کی کمی اور رسوم کی پابندی کے سوا کچھ اور بھی ہیں اور جب تک ہم تمام اس بات پر غور نہیں کریں گے۔ اور ان کا علاج نہیں کریں گے۔ اس وقت تک زمیندار کبھی بھی ان تکالیف اور دکھوں سے نہیں بچ سکتے جن میں وہ آجکل ہر وقت مبتلا رہتے ہیں۔ پس میں زمینداروں کی اقتصادی حالت کی خرابی کے متعلق بحث کرتے ہوئے۔ ان تمام ضروری امور کے متعلق روشنی ڈالوں گا۔ جو مستقل طور پر یا عارضی طور پر زمینداروں کی اقتصادی حالت کی خرابی کا موجب ہو رہے ہیں۔ اور پھر میں وہ علاج بتاؤں گا۔ جن کے ذریعے سے ہم ان خرابیوں کو پورے طور پر یا ایک حد تک دور کر سکتے ہیں۔

نرخ کی خرابی کے اسباب

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نرخ کی خرابی کے اسباب میں سے دو بڑے سبب گاہک کی کمی یا جنس کی فراوانی ہوتے ہیں۔ یعنی یا تو چیز اس لئے سستی ہو جاتی ہے۔ کہ اس کے گاہک کم ہوتے ہیں۔ یا اس لئے سستی ہو جاتی ہے۔ کہ گاہکوں کی ضرورت سے زیادہ ان کی پیداوار ہو جاتی ہے۔ اگر ان دونوں اسباب میں سے ایک سبب بھی ہو جائے۔ تو زمینداروں کی مالی حالت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے زمینداروں کو ان دونوں مصیبتوں سے ایک ہی وقت میں پالا پڑا ہوا ہے یعنی خریدار کی کمی بھی ان کی مالی حالت کو نقصان پہنچا رہی ہے۔

اور پیداوار کی زیادتی بھی۔

خریداروں کی کمی کی وجہ

خریداروں کی کمی کی وجہ یہ ہے۔ کہ پچھلے چند سال سے ہندوستان نے انگلستان کا مال خریدنا بند کر دیا ہے۔ اور اس وجہ سے انگلستان کے بنکوں کا قرضہ ہندوستان کے بنکوں کے نام تھوڑا ہو گیا ہے۔ شائد عام زمیندار اس بات سے واقف نہ ہوں۔ کہ ایک ملک کے لوگ جب دوسرے ملک سے کوئی چیز خریدتے ہیں۔ تو وہاں سے روپیہ نہیں جایا کرتا۔ بلکہ اس مال کی خریدی صرف ہنڈیوں پر ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہندوستان کا کوئی تاجر ایک کروڑ روپیہ کا کپڑا انگلستان سے خریدے۔ تو وہ ایک کروڑ روپیہ انگلستان نہیں بھیجے گا۔ بلکہ جب وہ مال ہندوستان پہنچے گا تو وہ شخص ایک کروڑ روپیہ یہاں کے کسی بنک کو اس مال کے بدلے میں ادا کر دیگا۔ اور وہ بنک اپنی انگلستان کی شاخ کو ایک کروڑ روپیہ ادا کرنے کی چٹھی لکھ دیگا۔ اور اس طرح ہندوستان کی شاخ انگلستان کی شاخ کی ایک کروڑ روپیہ کی مقروض ہو جائیگی۔ اس روپیہ کے بدلے میں انگلستان ایک کروڑ روپیہ تک کا مال ہندوستان سے خرید سکیگا۔ اور اس طرح دونوں طرف کے قرضے ادا ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ہندوستان انگلستان سے مال خریدنا بند کر دے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انگلستان کے بنکوں کی ہندوستان کے بنکوں کے ذمہ کوئی رقم نہیں ہوگی۔ پس جب انگلستان کا روپیہ ہندوستان میں نہ ہوگا۔ تو وہاں کے لوگ یہاں سے بھی مال خریدنے سے گریز کریں گے۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں بجائے حساب فہمی کے نقد روپیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور یہ امر ملک کی اقتصادی حالت کے لئے نہایت مضر سمجھا جاتا ہے۔ اور نسبتاً مہنگا پڑتا ہے۔ پس انگریزی مال کے بائیکاٹ کا لازمی نتیجہ یہ نکلا۔ کہ انگلستان نے ہندوستان سے مال خریدنا کم کر دیا۔ اور اسطرح گاہکوں میں کمی آگئی۔ اور غلے اور کپاس کی بکری کو نقصان پہنچا۔ کھانے والے اب بھی وہی موجود ہیں۔ دنیا کی آبادی کم نہیں ہوگئی۔ فرق یہ پڑا ہے۔ کہ وہ انگلستان جو پہلے ہندوستان سے زیادہ مال خریدتا تھا۔ اب وہ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ اور دوسری امریکن حکومتوں سے مال خریدتا ہے۔ کیونکہ وہ ملک باہمی سمجھوتہ کے ماتحت انگلستان سے مال خریدتے ہیں۔ اور جبکہ انگلستان کی ضرورتیں ان ملکوں سے پوری ہو جاتی ہیں تو اسے ہندوستان سے پہلے کے برابر اجناس خریدنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اجناس کی زیادتی کیوجہ سے نقصان

دوسرا نقصان ہندوستان کی اقتصادی حالت کو اجناس کی زیادتی کی وجہ سے ہوا۔ اس کے دو اسباب ہیں۔ اول یہ کہ جنگ عظیم کے دوران میں بہت سی اقوام نے یہ محسوس کیا۔ کہ اگر کسی وقت کوئی زبردست بحری بیڑا ان کے تعلقات کو دوسرے ممالک سے قطع کر دے۔ تو وہ نہایت سخت مشکلات میں پڑ جائیں گی۔ اور ان کے ملک کے لئے کافی غلہ مہیا نہیں ہو سکیگا۔ اس احساس کے اثر کے نیچے وہ ممالک جو صرف صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اور غلہ پیدا کرنے کی طرف ان کی بہت کم توجہ تھی۔ انہوں نے بھی اپنے ملک میں زراعت پر زور دینا شروع کیا۔ تاکہ اگر آئندہ کسی جنگ میں ان کا محاصرہ بھی کر لیا جائے تو بھی انہیں کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایسے ممالک جس قدر غلہ پہلے دوسرے ممالک سے منگواتے تھے۔ اس قدر غلہ منگوانے کی انہیں حاجت نہ رہی۔

روس میں غلہ کی افراط

دوسرا سبب اجناس کی زیادتی کا یہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ روس کے ملک میں ایک ایسی حکومت قائم ہے جس نے سب زمینداروں کی زمینیں لے کر سرکاری ملکیت قرار دیدی ہے۔ ہر زمیندار کے پاس اتنی ہی زمین رکھی جاتی ہے جتنی وہ خود کاشت کر سکتا ہے۔ اور کسی زمیندار کو یہ اختیار نہیں ہوتا۔ کہ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے بوئے۔ بلکہ گورنمنٹ بتاتی ہے۔ کہ زمیندار کیا بوئیں۔ اور کیا نہ بوئیں۔ گورنمنٹ نے مختلف تجربوں کے بعد یہ معلوم کیا ہے۔ کہ کس علاقے میں کونسی چیز اچھی ہو سکتی ہے۔ اس علم کے ماتحت زمینداروں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ صرف وہی چیز بوئیں جو گورنمنٹ کے نزدیک اس علاقے کے مناسب ہے۔ جب غلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو زمیندار کو اس کے کھانے کے مطابق غلہ ملتا ہے۔ باقی ضرورتوں کے لئے گورنمنٹ خود انتظام کرتی ہے یعنی کپڑے جوتی وغیرہ دوران سال میں خود مہیا کر کے دیتی ہے۔ اس طرح اجتماعی کاشت کے ذریعے روس میں گیہوں کی پیداوار بہت بڑھا لی گئی ہے۔ اور ایک دو سال میں کپاس کی پیداوار بھی اسی طرح بڑھا لینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ چونکہ روس کی آبادی اتنا غلہ نہیں خرچ کر سکتی۔ جتنا کہ ملک میں پیدا ہونے لگ گیا ہے۔ اس لئے کئی کروڑ من غلہ جو بچ گیا ہے۔ وہ نہایت سستے داموں پر باہر فروخت کیا جا رہا ہے۔ پچھلے سال پندرہ آنہ من تک سنا گیا ہے۔ فروخت ہوا ہے۔ اور اس سال اس سے بھی شاید سستا ہو یہ زیادتی اتفاقی امر نہیں ہے۔ بلکہ روس کی حکومت نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ تاکہ اس سے دوسرے ملک کے زمینداروں کو نقصان پہنچے۔ اور ان میں بغاوتیں پیدا ہو کر وہ کمزور ہو جائیں۔ سوائے روس کے اس قسم کی سکیم پر کوئی اور حکومت عمل نہیں کر سکتی کیونکہ وہاں سب زمین حکومت کی ہے اور وہ زمینداروں کو مجبور کر کے جس طرح چاہے کام لے سکتی ہے۔ پھر چونکہ حکومت زمینداروں کو روٹی کپڑا دیدیتی ہے۔ وہ غلہ کا بھاؤ گرنے پر کوئی اعتراض بھی نہیں کر سکتے۔ دوسرے ممالک میں چونکہ یہ انتظام نہیں ہے۔ وہاں کے زمینداروں کو تکلیف ہوتی ہے

ہندوستانی سکہ کی گراں قیمت

تیسرا سبب جو اس وقت ہندوستان کی اقتصادی حالت کی خرابی کا موجب ہے۔ وہ ہمارے سکے کی قیمت ہے۔ گورنمنٹ نے روپے کی قیمت بڑھا دی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ بیرونی ممالک کو اپنے سکے کے مقابلے میں ہندوستان کا روپیہ کم ملتا ہے۔ اور اس وجہ سے ہندوستان میں غلہ یا کپاس خریدنا ان کو مہنگا پڑتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے۔ کہ جس ملک کے سکے کی قیمت گراں ہو جائے۔ اس جگہ کا مال باہر کم جاتا ہے۔ اور جب سکہ کی قیمت گر جائے۔ تو وہاں کا مال باہر زیادہ جاتا ہے۔ چنانچہ جنگ عظیم کے بعد جرمن حکومت نے جان بوجھ کر اپنے سکے کی قیمت اتنی گرا دی تھی۔ کہ باہر کے ملکوں کو باقی ممالک کی نسبت جرمن کی چیزیں بہت سستی پڑنے لگ گئی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باہر سے بہت آرڈر جرمن میں جانے لگ گئے۔ اور جرمن کے کارخانے جلد ہی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ فرانس اور اٹلی نے بھی ایک حد تک اسی ترکیب سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اب اگر ہندوستان کا روپیہ سستا ہو جائے۔ تو گیہوں کے ریٹ بھی کسی قدر زیادہ ہو سکتے ہیں۔ اور باوجود اس کے باہر سے آرڈر بھی زیادہ آ سکتے ہیں۔ یہ تو عارضی اسباب میں سے بعض ہیں۔ جو اس وقت ہندوستان کی اقتصادی حالت کو خراب کر رہے ہیں۔

بائیکاٹ دو دھاری تلوار ہے

چونکہ بائیکاٹ ایک سیاسی سوال ہے۔ میں اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں۔ کہ پچھلے سال جاپان کی اقتصادی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی۔ اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک حصہ نے زور دینا شروع کیا تھا۔ کہ باہر کے ممالک کی چیزیں خریدنی بند کر دی جائیں۔ اس طرح ہمارا روپیہ محفوظ رہیگا۔ لیکن جاپانی وزیر مالیہ نے جن کے حب وطن کے جذبہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو جاپانی ہی ہیں۔ غیر ملکی نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے جواب میں یہ کہا تھا۔ کہ بائیکاٹ دو دھاری تلوار ہوتی ہے۔ وہ انہیں لوگوں کو نہیں کاٹتی جن کے خلاف تم اسے چلاتے ہو بلکہ ساتھ ہی تمہارا نقصان بھی کرتی ہے۔ اور یہ جواب نہایت ہی صحیح ہے پس میں یہ نہیں کہتا۔ کہ سودا خریدا جائے۔ یا نہ خریدا جائے۔ لیکن میں اس قدر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر ہم غیر ملکی سودا خریدنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ہمیں اس بات کے لئے بھی تیار ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہماری اجناس کے خریدار بھی ضرور کم ہو جائیں گے۔ پس اگر ہم غیر ملکی چیزوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کر دیں تو ہمیں ایک عرصہ تک زمینداروں کی اقتصادی حالت کے بگڑے رہنے کو بھی قبول کر لینا چاہیئے۔ دوسرا موجب جو اجناس کی زیادتی کا ہے۔ اس کے ایک حصے کا تو ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ بعض ممالک جو اپنی ضرورتوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے ملک میں پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو ہم اس فعل سے نہیں روک سکتے۔

کیا روسی حکومت کا طریق اختیار کیا جائے؟

روسی حکومت کا فعل سراسر اور محض سیاسی اغراض سے وابستہ ہے۔ اس کا علاج دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ یا تو یہ کہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی روسی انتظام کو قبول کریں۔ یعنی سب زمیندار اپنے حقوق ملکیت ترک کر دیں۔ زمین کو نئے سرے سے برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ کاشت کا اختیار زمینداروں کے قبضہ میں نہ رہے۔ بلکہ حکومت کے ہاتھ میں ہو۔ حکومت جس چیز کی چاہے کاشت کرائے۔ اور زمینداروں کو کھانا کپڑا دینے کی ذمہ دار ہو۔ ممکن ہے۔ کہ ان ممالک کے لوگ جہاں کی زمینیں چند بڑے بڑے زمینداروں کے قبضے میں ہیں۔ اس قسم کی تبدیلی کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں ۔

لیکن پنجاب جس کی زمینیں پہلے ہی تقسیم شدہ ہیں - اور آبادی کا زیادہ حصّہ زمیندارہ پر گزارہ کرتا ہے - وہاں کے زمیندار تو میں سمجھتا ہوں کبھی بھی اس سکیم پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے - پس یہ علاج تو ہمارے ملک کے لئے کافی نہیں ہو سکتا - دوسرا علاج یہ ہے - کہ تمام ممالک اس بات کا فیصلہ کر لیں - کہ رُوسی پیداوار اُن کے ملک میں داخل نہ ہو سکے - اگر دُنیا کی تمام یا اکثر حکومتیں اس بات پر اتفاق کر لیں - تو موجودہ تباہی کا بُہت کچھ علاج ہو سکتا ہے - پس میرے نزدیک اگر ہم اس مصیبت کو دُور کرنا چاہتے ہیں - تو ہمیں گورنمنٹ پر زور دینا چاہیئے - کہ وُہ دوسری گورنمنٹوں کے ساتھ مل کر یا تو رُوس کے غلے کی پیداوار کو محدُود کرائے - یا سب مل کر اس بات پر اتفاق کر لیں کہ رُوسی اجناس اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دینگے - اگر اس قسم کی کوئی تدبیر نہ کی گئی - اور دوسری طرف رُوس میں بھی زمینداروں کی بغاوت کامیاب نہ ہُوئی - جو کہ رُوسی حکومت کے موجودہ قوانین کے سخت مخالف ہیں - تو دُنیا بھر کے زمیندار ایک لمبے عرصہ تک مشکلات میں مبتلا رہیں گے ؛

پونڈ کی قیمت بڑھا دی جائے

تیسرا عارضی سبب جو اس وقت ہندوستان کی اقتصادی حالت پر اثر ڈال رہا ہے - اس کا علاج بھی یہی ہے کہ ہم سب لوگ مل کر حکومت پر زور دیں - کہ وُہ اپنی اس پالیسی کو بدل دے - کہ پاؤنڈ کی قیمت ساڑھے تیرہ روپے رہے - بلکہ جس طرح پہلے ہوتا تھا - وُہ پونڈ کی قیمت پندرہ روپیہ کر دے - اس طرح ہندوستان کو گاہک زیادہ مل جائیں گے - اور اجناس کی قیمت بڑھ جائے گی ؛

ریلوے کرائے کم کر دے

زمینداروں کی اقتصادی حالت کے درست کرنے کا ایک عارضی ذریعہ یہ بھی ہے - کہ گورنمنٹ ریلوے کے کرائے گرا دے - اور جیسا کہ بعض دوسری گورنمنٹیں کرتی ہیں - جہازوں کو امداد دے کر ان کے کرائے بھی گروا دیں - اس صورت میں بھی ہندوستان کے غلے کے گاہک زیادہ مل جائیں گے - اور قیمت بڑھ جائے گی ؛

پس ہمیں ان امُور کے متعلق بھی گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہیئے بظاہر گورنمنٹ پر یہ ایک بُہت بڑا بوجھ معلوم ہوتا ہے - لیکن عملاً اس صورت کو اختیار کرنے پر یہ بوجھ بہت کم ہو جائے گا - کیونکہ غلّہ کی قیمت فوراً بڑھنے لگ جائے گی - اور گورنمنٹ کو معاملے میں اتنی تخفیف کی ضرورت نہ رہے گی - جتنی کہ موجُودہ حالات میں ہے - اور اس میں کوئی بھی شُبہ نہیں ہو سکتا - کہ معاملے میں تخفیف کرکے زمینداروں کی تکلیف دُور کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہے - کہ ایسے ذرائع اختیار کیے جائیں - کہ غلّے کی قیمت بڑھ جائے - اور غلّے کی منڈیوں پر ہندوستان کا قبضہ قائم رہے ؛

زمینداروں کے نقصان کے مستقل اسباب

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں - یہ عارضی اسباب اور عارضی علاج ہے - ان کے علاوہ بعض مستقل اسباب ہیں - جن کی وجہ سے ہندوستان کے زمیندار خصوصیت کے ساتھ نقصان اٹھا رہے ہیں - اور جب تک ہم ان اسباب کا علاج نہیں کرینگے - اس وقت تک ہندوستان کے زمینداروں کی اقتصادی حالت درست نہیں ہو سکتی - ہمارے ملک کی بُہت بڑی بدقسمتی ہوگی اگر ہمارا زمیندار طبقہ موجودہ عارضی مشکلات کو دُور کرکے پھر غافل ہو جائے کیونکہ اس صورت میں وُہ آج ایک چھوٹی تباہی سے بچ کر آج سے دس سال بعد ایک بُہت بڑی تباہی میں مبتلا ہو جائے گا - پس میں اُن اسباب کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں - جو اسباب کہ مستقل طور پر ہندوستان کی اقتصادی حالت کو خراب کر رہے ہیں ؛

پہلا سبب

پہلا سبب تو یہ ہے - کہ ہمارے ملک کی زمینوں کی پیداوار اجتماعی کوشش سے حاصل نہیں کی جاتی - چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مختلف زمینداروں کے قبضہ میں ہیں - جس کی وجہ سے مشینوں سے کاشت کا کام نہیں لیا جا سکتا عمدہ آلات استعمال نہیں کئے جا سکتے - اور ملک کی آبادی کا بُہت سا حصّہ ایسی زمینوں کے ساتھ چمٹا بیٹھا ہے - جو اس کے گزارہ کے لئے کافی نہیں ہیں - میں چونکہ اس وقت نہری آبادی کے زمینداروں کو مخاطب کر رہا ہوں میں اس تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا - کہ کس طرح غیر نہری علاقوں میں چند گھماؤں بلکہ چند کنال زمین کے اوپر لاکھوں خاندان گزارہ کر رہے ہیں - صرف اس وجہ سے کہ وُہ زمینداروں کی اولاد ہیں - اور صرف اس وجہ سے کہ اُن میں سے کوئی ایک بھی اپنے باپ دادے کے ترکے کو چھوڑنے کیلئے طیار نہیں - نتیجہ یہ ہو رہا ہے - کہ لاکھوں خاندان پنجاب کے جن کی مجموعی تعداد پچیس ۲۵ تیس لاکھ سے کسی صورت میں کم نہیں - اپنی طاقت کو بالکل ضایع کر رہے ہیں - اور خشک تھنوں سے دُودھ دوہنے کی کوشش کر رہے ہیں - ان کی مقبوضہ زمینیں کسی صورت میں بھی ان کے لئے گزارہ کا موجب نہیں بن سکتیں پس وُہ قرض لینے پر مجبور ہیں - اور اس قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں اتنے بڑے گروہ کو جو قرض لینے پر مجبور ہے - قرض لیتے ہُوئے دیکھکر اُنکے ہمسائے بھی معمولی معمولی ضرورتوں پر قرض لینے لگ جاتے ہیں - وُہ یہ نہیں دیکھتے - کہ ہمارا ہمسایہ قرض لینے پر مجبور ہے - وُہ صرف اتنا جانتے ہیں - کہ وہ بھی زمیندار ہے - اور ہم بھی زمیندار ہیں - غرض اس طرح ملک روز بروز تباہی کے گہرے گڑھوں میں گرتا چلا جاتا ہے - میں خود اوپر لکھ چکا ہوں - کہ پنجاب میں رُوس والی سکیم جاری نہیں کی جا سکتی - لیکن ہم اس امر کا بھی انکار نہیں کر سکتے - کہ ہمارا موجودہ طریق بھی ہمیں تباہی سے بچا نہیں سکتا - پس اگر ہمارا ملک تباہی سے بچنا چاہتا ہے - تو ہمیں رُوس کی سکیم اور ہمارے موجودہ دستُورالعمل کے درمیان میں کوئی سکیم ایجاد کرنی پڑے گی - اور اگر ہمارے ملک کے زمیندار ایسا نہیں کریں گے - تو آج نہیں - تو کل اُن کی اولادیں بھیک مانگنے پر مجبُور ہونگی لیکن جس آبادی کا ایک معتدبہ حصّہ بھیک مانگنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہو وہاں بھیک دینے والے کہاں سے آئیں گے ؛

زمینداروں کی کمپنی

جنوبی امریکہ میں ان دونوں طریق کے درمیان درمیان میں ایک سکیم پر عمل کیا جاتا ہے - اور وُہ یہ کہ زمین تو ہر زمیندار کی کچھی جاتی ہے لیکن سارے گاؤں کے زمیندار مل کر ایک کمپنی بنا لیتے ہیں - جس کا حصہ بجائے روپیہ کی صورت میں ادا کرنے کے زمین کی صورت میں ادا کرتے ہیں - چونکہ ایک بڑا ٹکڑا زمین کا اکٹھا مل جاتا ہے - اس کی کاشت مشترکہ کوشش کے ساتھ کی جاتی ہے - اور نتائج قریبًا ویسے ہی پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ رُوس میں ہو رہے ہیں - مگر زمیندار اپنی زمین سے بھی محروم نہیں رہتا ہر ایک زمیندار کو اس کی زمین کے مطابق حصہ مل جاتا ہے - میں یہ جانتا ہوں - کہ اس قسم کی سکیم پر پنجاب کے زمینداروں کے لئے عمل کرنا اس وقت تک مشکل ہے - جب تک کہ کوئی قیامت خیز تغیر پیدا نہ ہو جائے - پس میں یہ نہیں کہتا - کہ ہم کو فوراً یہ طریق اختیار کر لینا چاہیئے جو کچھ میں کہتا ہوں - وُہ یہ ہے - کہ جس طریق پر اب ہماری زمینوں کی کاشت ہو رہی ہے - اس طرح زمینداروں کا گزارہ بالکل نہیں چل سکتا اور جس قدر آدمی اس وقت زمین سے گزارہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - اس قدر آدمیوں کا گزارہ پنجاب کی زمین سے نہیں ہو سکتا - پس ہمیں کوئی ایسی درمیانی راہ نکالنی چاہیئے - کہ جس کے ذریعہ سے زمینداروں کی حالت درست ہو سکے - خواہ وُہ جنوبی افریقہ والی تجویز ہو - یا کوئی اور ؛

زمیندارہ انجمن بنائی جائے

میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہوگی - کہ ایک زمیندارہ انجمن مستقل اصُول پر بنائی جائے - جس کا کام یہ ہو - کہ وُہ وقتاً فوقتاً اجلاس کرکے زمینداروں کی مشکلات پر غور کرے - اور ان کے علاج نکالے - اور جن تدبیروں پر ملک کا اکثر حصہ اتفاق کرے - اُن پر عمل کرنا شروع کر دیا جائے - اگر زمینداروں کے بچے آج سے ایک یا دو پشت کے بعد زمیندارہ چھوڑ کر دُوسرے کام پر مجبُور ہونگے - تو کیوں دو نسلوں کو تباہ ہونے دیا جائے - کیوں نہ آج ہی سے اپنی اصلاح کی فکر کی جائے ؛

دُوسرا سبب

دُوسرا مستقل سبب جو ہمارے ملک کی اقتصادی حالت کو خراب کرنے کا موجب ہے - یہ ہے - کہ حکومت پیداوار پر نہیں - بلکہ زمین پر اور پیداوار کے مطابق نہیں - بلکہ مقررہ رقم کی صورت میں معاملہ لیتی ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ چھوٹے زمیندار بالعموم معاملہ دینے کی بھی توفیق نہیں پاتے - اگر پیداوار کے مطابق معاملہ ہوتا - تو آج کسی عارضی انتظام کے لئے کسی زمیندارہ کانفرنس کی ضرورت نہ ہوتی - اگر دس روپے کی کاشت زمیندار کرتا - تو گورنمنٹ اس میں سے اڑھائی روپیہ لے لیتی - مگر موجودہ صورت میں تو بعض جگہ پر گورنمنٹ کا آبیانہ اور معاملہ پیداوار سے زائد ہو جاتا ہے - زمیندار اب خود کہاں سے کھائے - اور اپنے بیوی بچوں کو کہاں سے کھلائے ؛

گورنمنٹ کیا کرے

پس ہمیں گورنمنٹ کے سامنے یہ سوال پیش کرنا چاہیئے کہ دو تجویزوں میں سے ایک کو وہ اختیار کرے۔ یا تو وہ یہ کرے۔ کہ معاملہ مقررنہ ہو۔ بلکہ پیداوار کی قیمت کے لحاظ سے اس کی ہر سال تعیین ہوا کرے۔ یعنی بٹائی کے اصول کے مطابق اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ تو پھر اس کو یہ چاہیئے کہ معاملہ زمین کی پیداوار کے مطابق نہ ہو۔ بلکہ پہلے ہر زمیندار کو اس کے کھانے پینے کے لئے ایک حصہ زمین کا چھوڑ دیا جائے۔ مثلاً یہ فیصلہ کر دیا جائے۔ کہ اوسطاً ایک خاندان کے گزارہ کے لئے دس ایکڑ زمین کی ضرورت ہے۔ پس جو زمیندار کہ دس ایکڑ سے کم زمین پر کاشت کرتے ہیں۔ ان سے کسی قسم کا کوئی معاملہ وصول نہ کیا جائے جن زمینداروں کی کاشت اس سے زیادہ ہو۔ ان کی زمین میں سے دس ایکڑ زمین پر کوئی معاملہ نہ ہو۔ اس سے زائد پر بیشک معاملہ لیا جائے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ دس ایکڑ میرے نزدیک صحیح اندازہ ہے۔ میں نے صرف اس کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہوگا۔ کہ ہم نصف مربع زمین کے لئے مطالبہ کریں۔ کہ وہ زمیندار کے گزارے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ جو اس سے زائد زمین ہو اس پر معاملہ لیا جائے۔ کوئی وجہ نہیں کہ جب گورنمنٹ تاجر کی آمد میں سے ایک حصہ بغیر انکم ٹیکس کے چھوڑ دیتی ہے۔ صرف دو ہزار روپیہ سے زائد آمد والے روپیہ والوں پر ٹیکس لگاتی ہے۔ تو کیوں زمینداروں کے لئے یہی ضرورت بہم نہ پہنچائی جائے۔ جبتک ہم اس قسم کی کوئی سکیم گورنمنٹ سے منظور کراتے میں کامیاب نہیں ہونگے۔ زمیندار مستقل طور پر اقتصادی تباہی سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

تیسرا سبب

تیسرا سبب جو ہمارے ملک کے زمینداروں کی اقتصادی خرابی کا موجب ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ زمیندار حساب نہیں رکھتے۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں ضرورت ہمارے سامنے پیش آئی ہے اور اس کو ہم نے پورا کرنا ہے۔ اور اس امر کے متعلق خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ ضرورتیں پوری انہوں نے کہاں سے کرنی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک سال ان کو دس ہزار روپیہ کی آمدن ہوتی ہے۔ تو اس کو وہ اسی سال خرچ کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے سال اگر انہیں ایک ہزار روپیہ کی آمدن ہوتی ہے۔ تو وہ اپنی باقی پیش آمدہ ضرورتوں کے لئے قرض لے لیتے ہیں۔ حالانکہ صحیح طریق زندگی بسر کرنے کا یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اپنی پانچ سات سالہ حقیقی آمد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اوسط آمد کا اندازہ نکال لیتے۔ اسی طرح وہ اپنی ضرورتوں میں اپنی مستقل اور عارضی ضرورتوں کو ملحوظ رکھ کر اپنا ایک اوسط خرچ نکال لیتے۔ اس صورت میں وہ آسانی کے ساتھ اپنے خرچ کو اپنی آمد کے ماتحت لا سکتے تھے۔ لیکن زمینداروں میں سے غالباً ایک بھی ایسا نہیں کرتا۔ اور اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ قریباً ہر ایک زمیندار مقروض ہے۔ عجیب بات ہے۔ کہ مزدوروں میں سے اتنے مقروض نہیں نکلینگے جتنے زمینداروں میں سے مقروض نکلینگے۔ حالانکہ ہمارے ملک کے مزدور بھی بہت کم مزدوری پاتے ہیں۔ وجہ اس کی یہی ہے۔ کہ مزدور کو اپنی مزدوری کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے خرچ کو اپنی آمد کے نیچے رکھتا ہے لیکن زمیندار کو اپنی آمد کا اندازہ معلوم نہیں ہوتا۔ پس جو زمیندار کہ اپنے خرچ کو اپنی آمد کے مطابق رکھ سکتا ہے۔ وہ بھی ایسا نہیں کرتا اور مقروض ہوتا ہے۔ پس اگر ہمارے ملک کے زمیندار آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے۔ کہ اپنی اوسط آمد نکالیں۔ اس اوسط آمد کے ماتحت اپنے اخراجات رکھیں۔ اور اخراجات میں شادی بیاہ بیماری وغیرہ کے اخراجات کو بھی شامل کر لیں۔ کیونکہ جس سال شادی یا بیاہ کا موقع پیش آئیگا۔ اس سال ان کی فصل خاص طور پر زیادہ نہیں ہو جائے گی۔ اور یہ بھی مدنظر رکھیں۔ کہ جس سال ان کی فصل زیادہ ہو جائے۔ وہ ان کی آمد کی زیادتی نہیں۔ کیونکہ بعض سال ان کی عمر میں ایسے بھی آئینگے۔ جن میں ان کی فصل کم ہوگی۔ پس اوسط آمدن سے زائد آمدن کسی سال میں ہو جائے۔ تو اس کو خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ تو کم پیداوار والے سالوں کی تکلیف دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔

زمیندار کیا طریق عمل اختیار کریں

الغرض زمینداروں کو چاہیئے۔ کہ اول اپنی اوسط آمد نکالیں۔ دوئم اپنا اوسط خرچ نکالیں۔ اور اس خرچ میں اپنے عارضی اخراجات شادی بیاہ وغیرہ بھی شامل کر لیں۔ سوئم اگر کسی سال اوسط آمد سے زائد آمد ہو جائے۔ تو اسے بالکل نہ چھوئیں۔ کیونکہ وہ صرف کم آمد والے سالوں کے نقصان کو پورا کرنے کیلئے ہے۔ چہارم چونکہ اپنی پاس رقم جمع کرنی مشکل ہوتی ہے۔ وہ ایسی سائٹیاں بنائیں۔ جن میں وہ ہر سال اپنی آمد کا وہ حصہ جو انہوں نے شادی بیاہ وغیرہ کی قسم کے وقتی اخراجات کیلئے مقرر کیا ہے۔ جمع کراتے رہیں۔ جب ایسی ضرورتیں پیش آئیں اسوقت وہاں سے رقم نکلوا کر اس کو خرچ کر لیں۔ یا اس قسم کی سوسائٹیاں بنائیں۔ جن کے ممبر اپنے اپنے طبقے کے مطابق ایک رقم مقرر کر لیا کریں مثلاً یہ کہ اس سوسائٹی کا ہر ممبر دوسرے ممبر کی شادی وغیرہ کی تقریبوں پر پانچ پانچ یا دس دس روپے دیا کریگا۔ اس طرز پر بھی اس مشکل کا حل ہو سکتا ہے اور زمیندار قرض سے بچ سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اس سے پہلے اسی قسم کی ایک تجویز پر عمل کیا جاتا ہے۔ جسے اردو میں نیوتا اور پنجابی میں نیوندرا کہتے ہیں۔ لیکن اس کی بنیاد رشتہ داری یا دوستی پر ہے۔ مالی حیثیت پر نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ غریب رشتہ دار یا برباد ہو جاتے ہیں یا ذلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ رسم ترک کرنے کے قابل ہے۔ اس مشکل کا حل رشتے داروں کا نیوتا نہیں۔ بلکہ ایک حیثیت کے آدمیوں کی اقتصادی سوسائٹیاں بنانا ہے۔ چونکہ سب لوگ اس میں ایک ہی قسم کی حیثیت کے ہونگے۔ اور امداد مقرر ہوگی۔ اس لئے کسی پر زائد بوجھ پڑیگا۔ اور نہ اسے اپنے ہم جنسوں میں شرمندہ ہونا پڑے گا۔

چوتھا سبب

چوتھا سبب جو ہندوستان کے زمینداروں کو مستقل طور پر نقصان پہنچا رہا ہے۔ وہ بد رسومات ہیں۔ جن کی وجہ سے اپنی سے زیادہ انہیں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ میں نے اپنے مضمون ابتداء میں یہ کہا تھا۔ کہ یہ رسوم ہی زمینداروں کی تباہی کا موجب نہیں۔ اس کے یہ معنے نہ تھے۔ کہ رسوم کا زمینداروں کی تباہی میں کچھ دخل نہیں۔ بلکہ یہ مطلب تھا کہ صرف یہی سبب ان کی تباہی کا نہیں ہے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ سبب بھی بہت کچھ زمینداروں کی تباہی کا موجب ہو رہا ہے۔ پس زمینداروں کو ایسی انجمنیں بھی بنانی چاہئیں جن کے ذریعہ سے رسوم کو مٹایا جائے۔ اور شادی بیاہ کے اخراجات کم کئے جائیں۔ ان رسوم کے مٹانے سے بھی زمینداروں کی اقتصادی حالت بہت کچھ درست ہو سکتی ہے۔

زمینداروں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب

(۵) سب سے آخر میں میں اس سبب کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو سب سے زیادہ زمینداروں کی اخلاقی اور اقتصادی حالت کی تباہی کا موجب ہو رہا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ زمیندار اس قدر قرض کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ کہ وہ پیداوار سے اس کا سود بھی پوری طرح ادا نہیں کر سکتے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اسوقت زمینداروں پر ایک ارب تیس کروڑ روپیہ کا قرضہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ قریباً ڈیڑھ کروڑ ایکڑ زمین فروخت کر کے اس قرض کو ادا کیا جا سکتا ہے۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں پنجاب کی صحیح طور پر قابل کاشت زمین اس سے کم ہی ہوگی۔ پس گو بظاہر زمیندار اپنی زمینوں کے مالک نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر انہیں اپنے قرض ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ تو وہ اپنی سب زمینیں فروخت کر کے بھی مقروض کے مقروض ہی رہینگے۔ موجودہ حالات میں یہ قرض کسی طرح دور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ برابر بڑھتا چلا جائیگا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد ایسا زمانہ آ جائیگا۔ کہ زمیندار اپنی زمینیں فروخت کر کے ایک سال کا سود بھی ادا نہیں کر سکیں گے۔ یہ صورت حالات ایسی تشویشناک ہے۔ کہ موجودہ قحط کی ارزانی اس کے مقابلے میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر کیا تعجب کی بات نہیں۔ کہ ہمارے سمجھدار زمیندار کہ جن کے دماغوں کے متعلق یورپ کے سیاح یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ دنیا کے بہترین دماغوں کے مشابہ ہیں۔ اس خطرناک تباہی کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کرتے۔ ان کو نہیں کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ وہ سود خوروں کے ہاتھوں میں بھینسوں کی طرح ہیں جن کا کام محض یہ ہے۔ کہ وہ دودھ تو انہیں دیں اور خود صرف بھوسہ پر گزارہ کریں بلکہ بعض حالات میں بھینسوں کی بھی حالت ان سے اچھی ہے۔ کیونکہ بھینسیں عام طور پر زمینداروں کے ہاتھ میں ہوتی ہیں جو تکلیف کے وقت میں اپنے آپ کو تکلیف دیتا ہے اپنے جانور کو تکلیف نہیں دیتا۔ لیکن زمینداروں کی جان جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ایسے سنگدل ہیں کہ زمیندار کی موت اور اسکی ہلاکت کا ان کو کوئی بھی احساس نہیں۔ پس جبتک اس مصیبت کا علاج نہ کیا گیا۔ زمینداروں کی سب کوششیں لغو اور برباد جائیں گی ؛

سودی قرض کی مصیبت کا علاج

ان تنگ میں سمجھتا ہوں اس مصیبت کا علاج ہو سکتا ہے۔ اور اگر زمیندار متفق ہو جائیں تو بہت جلد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ لوگ اپنے ارد گرد کے مقروضوں کی فہرستیں بنائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اکثر لوگوں نے سو روپیہ کے بجائے پانچ پانچ سو روپیہ ادا کیا اور پھر بھی ان کے قرضے ادا نہیں ہوئے۔ یہ قرض نہیں یہ قتل ہے۔ جس کو کوئی انسان جائز نہیں دے سکتا۔ پس ضروری ہے کہ تمام کے تمام زمیندار متفق ہو کر یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ چونکہ سود خوار لوگوں کے موجودہ قرض نہایت ہی ظالمانہ شرائط پر دئے گئے ہیں اور زمیندار کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دئے گئے ہیں۔ اس لئے جو شخص اپنے قرض سے دگنا ادا کر چکا ہے وہ اپنے آپ کو قرض سے سبکدوش سمجھ لے۔ آدھی ادائیگی اصل کی ادائیگی سمجھی جائے اور آدھی ادائیگی سود کی ادائیگی سمجھی جائے۔ ایسا شخص کوئی زائد رقم ادا نہ کرے۔ اس تحریک کے جاری کرنے سے پہلے یہ ضروری ہوگا کہ سود خواروں سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کے ہاں سنا گیا ہے کہ خود ایک ایسا قانون موجود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی رقم جب دگنی ہو جائے تو اس سے زیادہ بڑھانی جائز نہیں

اگر ایک تحصیل کے مقروض بھی تیار ہو جائیں

ہاں یہ ضروری ہے کہ اس تحریک کو قانونی اور اخلاقی حد کے اندر رکھنے کے لئے ایک متحدہ اور متفقہ کوشش کی جائے۔ اگر ایک تحصیل کے آدمی بھی اس کام کو کرنے کیلئے طیار ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو اپنی اولاد کو دائمی غلامی سے بچانے پر آمادہ ہوں تو میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔ کہ میں ایسی تفصیلی سکیم ان کے سامنے پیش کر سکتا ہوں جس پر وہ عمل کرکے قرض سے نجات پا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس علاقے میں وہ تحریک شروع ہو خواہ وہ ایک تحصیل کے برابر ہو۔ اس کے تمام افراد یا اکثر افراد اس پر عمل کرنے کیلئے طیار ہوں۔ اور عارضی طور پر وہ ہر قسم کی تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو جائیں اگر اس قسم کی کوئی تجویز زمینداروں نے نہ کی تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اور ان کی اولادیں کبھی بھی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکیں گی

آئندہ کے لئے سود کی حدبندی کر دی جائے

پچھلے قرضے کی ادائیگی کے علاوہ آئندہ کیلئے بھی زمینداروں کو گورنمنٹ پر زور دینا چاہیئے۔ کہ ۱۲ فیصدی سے زائد کسی صورت میں بھی سود دینے کی اجازت نہ ہو اس سے زائد سود عدالتیں بھی نہ دلوائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رقم بھی بہت زیادہ ہے لیکن چونکہ اس وقت تک کوئی حدبندی نہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ فی الحال اس شرح پر اتفاق کر لیا جائے ورنہ جب تجارتی کمپنیاں رات دن محنت کرنے کے باوجود سات آٹھ فیصدی منافع کو کافی منافع سمجھتی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ سود خوار کو اس سے زائد کا حقدار قرار دیا جائے۔ منافع تو وہی ہو سکتا ہے جو منافع میں سے ادا کیا جاسکے۔ اگر تجارت میں قرض کرو کہ دس فیصدی یا پندرہ فیصدی کا شرح زیادہ سے زیادہ آتا ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ قرض لینے والا ۵ فیصدی سے ۷½ فیصدی تک ہی قرض دار کو ادا کر سکتا ہے کیونکہ منافع کا کچھ حصہ خود اس کے خرچ کے لئے بھی چاہیئے۔ اور ۱۲ فیصدی کا قرضہ پر ہمیں ماننا پڑے گا کہ ۲۴ فیصدی منافع قرض لینے والے کو آئے۔ لیکن زمیندارہ میں تو پانچ فیصدی سے زیادہ منافع نہیں آتا اور وہ زمیندار جو پانچ فیصدی خود کماتا ہے۔ بارہ فیصدی بھی سود خوار کو کبھی دے سکتا ہے۔ جب سات فیصدی رقم وہ اپنی جائداد میں سے ادا کرے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر وہ بارہ فیصدی سالانہ پر قرض لے۔ تو پندرہ سال میں اس کی اصل جائداد بھی سود خوار کے گھر چلی جائے۔ اور جو شرح اس وقت سود خوار لیتے ہیں۔ وہ تو اتنی بڑھی ہوئی ہے۔ کہ اگر زمیندار اپنی جائداد کے مطابق قرض لے تو تین چار سال تک اس کی جائداد صرف سود کی ادائیگی میں خرچ ہو جاتی ہے۔ پس جہاں یہ ضروری ہے۔ کہ اپنے پچھلے قرضوں کا فیصلہ کر لیا جائے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ گورنمنٹ پر زور دے کر آئندہ سود کی شرح بھی مقرر کرائی جائے۔ جو زیادہ سے زیادہ بارہ فیصدی ہوگی۔ زور یہی دینا چاہیئے۔ کہ اس سے کم ہو۔

زمینداروں کی متفقہ کوشش کی ضرورت

اگر زمیندار متفقہ طور پر کوشش کریں۔ تو اس مطالبہ کو چند مہینوں کے اندر منوا لینا کچھ مشکل نہیں کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی کو غلاموں کی سی بدترین حالت میں رکھا جائے۔ اور انسانیت کے تمام حقوق سے اس کو محروم کر دیا جائے۔ اور کوئی حکومت جو انسانی حکومت کہلانے کی مستحق ہو ایسی نہیں ہو سکتی۔ جو اس قسم کے جائز مطالبات کا انکار کرے۔ اور اگر کوئی حکومت ایسی کا انکار کرے۔ تو وہ ۸۰ فیصدی آبادی جو جائز اور صحیح ذرائع سے ایسے شدید ظلم کا ازالہ نہ کرا سکے۔ یقیناً انسان کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ اور وہ یقیناً اس بات کی مستحق ہے۔ کہ اس کی گردنیں پکڑ کر دوسرے لوگوں کے حوالہ کر دی جائیں۔ تاکہ وہ انہیں ہمیشہ کی غلامی میں رکھیں۔ اور کوئی ذلت ایسی نہیں۔ جو ایسے لوگوں کے لئے بری ہو کیونکہ وہ خود اپنی موت کو بلاتے ہیں۔ اور وہ خود اپنے لئے رسوائی چاہتے ہیں۔ اور عارضی آرام کے لئے دائمی غلامی کو پسند کرتے ہیں مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک کے زمیندار خواہ مسلمان ہوں۔ ہندو ہوں سکھ ہوں۔ اس خلاف انسانیت سلوک کی زیادہ برداشت نہیں کریں گے اور متفق ہو کر سود خواروں اور گورنمنٹ کے سامنے اپنے مطالبات پیش کریں گے۔ اور اس وقت تک آرام نہیں کریں گے۔ جب تک خود اپنے آپ کو اور بیوی بچوں کو غلامی سے آزاد نہ کرا لیں۔ میں نے بیویوں کا لفظ بلاوجہ زائد نہیں کیا۔ پنجاب میں ایسے علاقے موجود ہیں۔ جہاں بعض زمینداروں نے سود کی ادائیگی کی ضمانت میں اپنی بیویوں کو سود خوار بنیوں کے پاس گرو کیا ہوا ہے۔ جو قرض کہ ایک زمیندار جیسی باغیرت قوم سے اس قسم کی حرکت کرا سکتا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس قرض کا کلی طور پر فیصلہ کر دیا جائے۔ اور وہ فیصلہ ایسے رنگ میں ہونا چاہیئے۔ کہ نہ ہمارا کوئی حق مارے۔ اور نہ ہم کسی کا حق ماریں۔

ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے

میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ میرے خیالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔ اور جو باتیں کہ ان میں سے آپ کو صحیح معلوم ہوں گی۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ تکالیف باتوں سے دور نہیں ہوتیں۔ بلکہ عمل سے دور ہوتی ہیں۔ اب آپ لوگوں کی تکلیفیں اس حد تک بڑھ چکی ہیں۔ کہ زیادہ دیر لگانا علاج کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ خدا کرے۔ کہ آپ لوگ وقت کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور اس تکلیف دہ زندگی سے جو درحقیقت زندگی کہلانے کی مستحق نہیں۔ اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو بچائیں۔

پوری امداد کا وعدہ

میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اور احمدی جماعت کے تمام افراد اپنی طاقت کے مطابق ہر اس جائز کوشش میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جو آپ زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کریں۔

ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہیں

لیکن یاد رکھیں۔ کہ کوئی بڑا مقصد بڑی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی کو غلامی اور تباہی سے بچانے کی نسبت اور کوئی بڑا کام کیا ہوگا۔ پس اگر آپ لوگ کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے بھی طیار رہنا چاہیئے۔ اگر آپ لوگ یہ چاہیں۔ کہ بغیر کسی قسم کی تبدیلی کے بغیر اپنی پرانی عادتوں اور رسموں کو چھوڑنے کے۔ بغیر اپنے طریق عمل کو بدلنے کے۔ بغیر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے آپ لوگ کامیابی حاصل کر لیں۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اور بالکل ناممکن ہے۔

مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ جن کی بہادری کا ہر میدان جنگ شاہد ہے۔ اور جو دوسروں کی جانیں بچانے کے لئے اپنی جانیں قربان کرتے رہے ہیں۔ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے جائز حقوق کے حصول کے لئے کسی جائز کوشش سے دریغ نہ کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مضمون مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے بار زمیندارہ کانفرنس لائل پور میں پڑھ کر سنایا تھا۔ سنجیدہ طبع اصحاب نے نہایت پسند کیا۔ اور زمینداروں میں اس کی بکثرت اشاعت کرنے کی تحریک کی۔

تحقیق الادیان

ویدک توحید کی حقیقت

آریہ سماج دعوے کرتی ہے۔ کہ خالص توحید اگر کسی کتاب نے سکھائی ہے۔ تو وہ وید مقدس ہے۔ مگر یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ وید میں نہ صرف توحید کی تعلیم نہیں۔ بلکہ وید شرک سے بھرا پڑا ہے۔ کہیں شرک فی العبادات ہے۔ تو کہیں شرک فی الصفات اور کہیں شرک فی الذات چنانچہ ذیل کے مضمون میں ہم ناظرین کو دکھاتے ہیں۔ کہ وید کس قسم کی تعلیم پیش کرتا ہے۔

اسلامی توحید کی ضیا باری سے متاثر ہو کر دیانند جی بانی آریہ سماج لکھتے ہیں :-

" اس برہم (ایشور) کو چھوڑ کر دوسرے کی اپاسنا (عبادت) نہیں کرنی چاہیئے۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۸ صہ ۲۴۳)

یہ بالکل درست ہے۔ اور ہماری تمنا ہے۔ کہ ہندوستان کے اکیس کروڑ ہندو اس سنہری تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ اور واحد خدا کے پرستار بن جائیں

راجا کی عبادت کا حکم

لیکن ناظرین! یہ تو سوامی جی کا ارشاد تھا۔ اب ویدک تعلیم کا خلاصہ بھی سن لیں۔ سوامی جی یجر وید ادھیائے ۳۰ منتر ۲ کے بھاوارتھ (خلاصہ مطلب) کو بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں :-

" اے انسانو! جیسے عالم جھوٹے بڑے بیدار عقول (داشیار) کو جان جب لیاقت کاروبار کو کامیاب بناتے ہیں۔ ویسے ہی اور لوگ بھی کریں۔ سب لوگوں کو چاہیئے۔ کہ رعایا کے محافظ ایشور اور راجہ کی آگیا (حکم) سیون (تعمیل) اور اُپاسنا (عبادت) ہمیشہ کیا کریں"

(تفسیر یجر وید سوامی دیانند جلد دوم صفحہ ۱۰۴۲)

گویا وید جہاں لوگوں کو ایشور کے تعمیل ارشاد اور عبادت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہاں یہ بھی تعلیم دیتا ہے۔ کہ تم راجا کی عبادت بھی کرو۔ اب خود آریہ سماجی ہی بتلائیں۔ کہ جو کتاب عبادت میں ایشور کے ساتھ راجہ کو بھی شریک کرے۔ وہ توحید کی معلم ہو سکتی ہے؟

مسلمان جب لا الٰہ الا اللہ (نہیں کوئی معبود مگر اللہ) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمدؐ صرف اللہ کے رسول ہیں) پڑھتے تو آریہ عربی کلمہ کے مفہوم کو نہ سمجھتے ہوئے۔ بلا تامل کہہ دیتے ہیں۔ دیکھو خدا کے ساتھ رسول کو بھی شریک کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس اسلامی کلمہ میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس سے کسی قسم کا شرک پایا جائے۔ اس میں تو الفاظ ہی ایسے ہیں۔ کہ جو دنیائے جہاں کے تمام شرکوں کو چکنا چور کر دیتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔" نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور محمدؐ معبود نہیں وہ تو صرف اللہ کے رسول ہیں" لیکن حوالہ بالا وید کی عبارت میں تو صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا گیا ہے۔ کہ ایشور کے ساتھ راجہ کی بھی بندگی اور عبادت کرو۔

اور دیکھئے۔ رگوید منڈل ۱ سکوت ۳۶ منتر ۲ ترجمہ سوامی صاحب لکھتے ہیں :-

" جو عمدہ عزت کرنے والے انسان ہوں۔ وغیرہ سچے افعال سے اپنے راجہ گیان وان میر مجلس کی ہی اُپاسنا اور پرکاش کرتے ہیں۔ وے لوگ ایذا رساں دشمنوں کو اچھے طور جیت کر پار ہو سکتے ہیں"

اس منتر میں بھی راجہ کی اُپاسنا کی مہما گائی گئی ہے اور جتلایا گیا ہے۔ کہ قابل تعریف اور مکتی کے وہی مستحق ہوں گے۔ جو راجہ کی اپاسنا کرتے ہیں

اُپاسنا کے معنی

اگر کوئی کہے۔ کہ اپاسنا کے معنی عبادت نہیں۔ بلکہ اطاعت وغیرہ ہیں۔ تو اس وسوسہ کے دفعیہ کے لئے سوامی جی کی محولہ بالا عبارت پھر پڑھنی چاہیئے۔ جو یہ ہے۔

" اس برہم کو چھوڑ کر دوسرے کی اپاسنا (عبادت) نہیں کرنی چاہیئے"

اس عبارت سے عیاں ہے۔ کہ اُپاسنا کے معنے عبادت ہیں۔ اور اردو ستیارتھ کے مترجم نے خود بھی لفظ اپاسنا کے آگے بریکٹ میں "عبادت" لکھا ہے۔ جس سے یہ بات اور بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔ کہ اپاسنا عبادت ہی کو کہتے ہیں۔

اگر اس پر بھی کسی کو تسلی نہ ہو۔ تو دیکھئے رگوید آدی بھاش بھومکا اردو صفحہ ۸۷

"اس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کی اُپاسنا (عبادت) ہرگز نہیں کرنی چاہیئے"

اس جگہ بھی اردو مترجم نے اپاسنا کے آگے بریکٹ میں "عبادت" لکھ دیا ہے۔ اور سوامی جی کی عبارت بھی یہی کہہ رہی ہے۔ کہ اپاسنا کے معنے عبادت ہیں۔

رگوید آدی بھاش بھومکا اردو صفحہ ۹۱

" روشن دماغ جن کے چہرے سے جلال برستا ہے۔ اور دھیان لگانے والے یوگی متواتر یوگا بھیاس (ریاضت) اور اُپاسنا (عبادت) کے وقت ناڑیوں کو روکتے ہیں"

اس جگہ بھی اپاسنا کے معنے بریکٹ ڈال کر مترجم نے "عبادت" ہی بتلائے ہیں۔ اس طرح بیسیوں مقامات سے اپاسنا کے عبادت دکھلائے جا سکتے ہیں۔ پس جبکہ ثابت ہو گیا۔ کہ اپاسنا عبادت ہی کو کہتے ہیں تو پھر مذکورہ بالا دو وید منتروں کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وید میں راجہ کی اُپاسنا یعنی عبادت کا حکم نہیں۔

یہ تو ہوا شرک فی العبادت اب شرک فی الصفات کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے :-

یجر وید ادھیائے ۲۷ منتر ۳۵ ترجمہ سوامی دیانند صاحب

اے بے خوف میر مجلس! بلا دودھ کی گائیوں کی طرح ہم لوگ اس متحرک اور غیر متحرک جہان کے منتظم سکھ پہنچانے والے لائق ایشور کے برابر طاقتور آپ کے سامنے ہو کر آپ کی عزت اور تعریف کریں"

اس منتر سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اول یہ کہ ایشور دیکھا بھی جاتا ہے۔ اور بقول بانی آریہ سماج جو دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ محیط کل نہیں ہو سکتا۔ (ستیارتھ صفحہ ۵۹۱) اور جو محیط کل نہیں۔ وہ ایشور نہیں۔ دوم ایشور کی اتنی معمولی طاقت ہے۔ کہ ادنیٰ ادنیٰ راجہ بھی اس کی قوت و قدرت کے برابر نظر آتے ہیں۔

ایشور کی بیوی

وید میں نہ صرف ایشور کے متعلق شرک فی العبادت اور شرک فی الصفات کی تعلیم دی گئی ہے۔ بلکہ ایشور میں انسانوں کی طرح احتیاجیں قرار دی گئی ہیں۔ چنانچہ آتا ہے :-

" اے لوگو! میں ایشور جیسے براہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر اور اپنے استری سیوک (بیوی۔ ملازم) وغیرہ کو اپدیش (وعظ) کرتا ہوں آپ لوگ بھی اچھی طرح کریں۔" الخ

(یجر وید ادھیائے ۲۶ منتر ۲ تفسیر سوامی دیانند جلد دوم صفحہ ۹۳۷)

اب تو ایشور جی مہاراج کے انسان ہونے میں کوئی اور کسی قسم کا شبہ نہیں رہا۔ کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ اس کتاب (قرآن) کو تو انسانی تصنیف قرار دیا جائے۔ جو کہتی ہے قل اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد (کہدے اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ جنا اور نہ جنا گیا۔ اور نہ اس کے برابر کوئی ہے) اور اس کتاب (وید) کو ایشور کا کلام کہا جائے جو خدا کے ساتھ طرح طرح کے شریک ٹھہراتی ہے یہاں تک تو ہم نے یہ بتلایا تھا۔ کہ ویدک میں ایشور کی عبادت کیساتھ ہی راجہ کی عبادت بھی لازمی قرار دی گئی ہے اور یہی نہیں بلکہ ایشور کی صفات۔ افعال اور عادات میں راجہ کو بھی برابر کا شریک ٹھہرایا ہے۔ اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ اس کے لئے بیوی بھی تجویز کی گئی ہے۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں۔ کہ ایک جگہ ایشور کو سورج کی مانند بھی بتلایا ہے۔ حالانکہ سوامی جی ستیارتھ ص ۶۰۰ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ کیا خدا آگ ہے کہ وہ جلتی ہے۔ جیسا کہ اسے تشبیہ دی گئی ہے یہ مثال خدا پر صادق نہیں آسکتی۔ چونکہ وید نے ایشور کو سورج کے برابر بتلایا ہے۔ اس لئے وہ متشکل ہوا۔ جو متشکل ہے۔ وہ محدود ہے اور محدود خدا نہیں۔ اور اس منتر میں جو ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ گائے ماتا کو بمثل و بے ہمتا بتلایا ہے۔

ویدوں کی لاثانی ہستی گائے ہے

برہم سوت سوریہ سمم جیوتی دیو سمدر سمم سرا پرتھوی ورشیہ کیہ ماترا اندرسیہ (یجر وید ادھیائے ۲۳ منتر ۴۷) ہندی ارتھ۔ کونسی ہے سورج کے سمان جیوتی؟ کونسا ہے سمندر کے سمان تالاب؟ کون ہے پرتھوی پر ورشٹی کرنیوالا؟ کس کی ملنا نہیں ہے؟ اردو ترجمہ آفتاب کی مانند کونسی روشنی ہے؟ سمندر کی طرح کونسا تالاب ہے؟ کرہ ارض پر بارش برسانے والا کون ہے؟ (اور) وہ کون (ہستی) ہے جسکا ثانی کوئی (بھی) نہیں؟

ان چار سوالوں کا جواب ویدک رشی کی طرف سے مندرجہ ذیل منتر میں ملاحظہ ہو۔ " برہم سوریہ سمم جیوتر دیو سمدر سمم سرا اندرا پرتھوی ورشیاں گو ستو ماترا نہ ودیتے ا۔" (یجر وید ادھیائے ۲۳ منتر ۴۸)

. . . . . .

مراسلات

مولوی محمدؐ علی صاحب کے انگریزی ترجمہ و تفسیر القرآن پر سرسری نظر

مولوی محمدؐ علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن کے دیباچہ کے صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے :-

"جو کچھ خوبی اس تفسیر میں پائی جائے - سمجھ لینا چاہیئے کہ وُہ میں نے زمانۂ حال کے سب سے بڑے مذہبی راہنما - مرزا غلام احمدؐ قادیانی سے حاصل کی ہے - میں نے اس عظیم الشان مصلح اس صدی کے مجدد اور مہدی بانئ جماعت احمدیہ کے چشمۂ علم سے خوب سیر ہو کر پیا ہے"

مگر واضح رہے - کہ اس قسم کے گول مول بیان سے مولوی صاحب اس الزام سے ہرگز نہیں بچ سکتے - کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ حقائق قرآن پیش کرتے وقت آپ کا حوالہ نہیں دیا - بلکہ حق تو یہ ہے - کہ اس عبارت میں بھی صاف دھوکہ دکھائی دیتا ہے - جس کے وجوہات حسب ذیل ہیں :-

۱ - مولوی صاحب کا مذکورہ بالا دو سطری بیان تفسیر کے دیباچہ میں ہے - اور یہ ایک حقیقت ہے - کہ بالعموم لوگ دیباچہ کی طرف بہت کم دھیان دیتے ہیں - اندریں حالات مولوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان بہت ہی کم لوگوں کی نظر سے گزرتا ہوگا -

۲ - جیسا کہ اوپر مضمون کے پہلے حصہ میں ذکر آچکا ہے مولوی صاحب نے تین مختلف ذرائع سے مواد اور مصالحہ جمع کر کے تفسیر مرتب کی ہے - یعنی (الف) مسلم و غیر مسلم علماء کی تفاسیر و کتب سے (ب) حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے (ج) اپنے فہم اور اجتہاد سے :-

جو جو باتیں علماء اور محققین کی تفاسیر اور کتب سے لے کر بیان کی گئی ہیں - اُن کے ساتھ ساتھ سند یا حوالہ بھی پیش کیا گیا ہے - لیکن حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب یا نام کو بطور سند یا حوالہ کہیں بھی پیش نہیں کیا گیا - اور بہت سے مقامات پر مولوی صاحب نے اپنے ذوق اور اجتہاد سے بھی معنی کئے ہیں - اندریں حالات ایک ایسا شخص جو احمدی نہیں - یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب و لٹریچر سے ناواقف ہے - اس کو کسی آیت کی تفسیر پڑھتے وقت یہ تو پتہ لگ جائے گا - کہ یہ قول ابن ماجہ یا ابن عباس سے مروی ہے کیونکہ اس کے ساتھ بطور سند ابن ماجہ یا ابن عباس کا نام درج نظر آئے گا لیکن ایسا شخص جب ایسے حصۂ تفسیر میں سے گزرے گا جس کے متعلق کوئی سند پیش نہیں کی گئی - تو اس کو اس حالت میں یہ کیونکر علم ہو سکے گا - کہ یہ حصۂ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ ہے - یا مولوی صاحب کے دماغ کا نتیجہ :-

۳ - ایک بات یہ بھی قابلِ ذکر ہے - کہ بعض اہم مسائل اور امور قرآنیہ میں مولوی صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اختلاف روا رکھا ہے - بلکہ تردید بھی کی ہے - مثال کے طور پر اس جگہ ہم ولادت مسیح علیہ السلام کو لیتے ہیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بِن باپ تسلیم کیا ہے - اور اس بارہ میں زبردست دلائل اور وجوہات پیش کی ہیں - لیکن مولوی صاحب نے اپنی تفسیر میں حضرت عیسیٰؑ کو باباپ دکھلایا ہے - اور سارا زور اُن کے باباپ ثابت کرتے پر لگایا ہے - اب ایک عام مطالعہ کرنے والا شخص جب مولوی صاحب کی تفسیر کے اس مقام کو پڑھے گا - اور اس نے تفسیر کے دیباچہ کا وُہ صفحہ اور عبارت بھی پڑھی ہوگی جہاں مولوی صاحب نے لکھا ہے - جو خوبی اس تفسیر میں نظر آئے - وُہ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کی جائے - تو اندریں صورت - اگر وُہ شخص ولادت مسیحؑ کے بارے میں اُن کے باباپ ہونے کی تھیوری کو اپنے نزدیک ایک خوبی یا امر واقعہ خیال کرتا ہوگا - تو بلا شبہ وُہ اس خوبی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرے گا - اور ایسی بیسیوں اور باتوں کو وُہ "خوبیاں" خیال کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ناحق منسوب کرے گا :-

بڑا نقص اور ظلم یہ ہے - کہ مولوی صاحب نے حضرت اقدس کے اجتہاد اور فہم و علم قرآن کو اپنی خشک رائے اور اجتہاد سے ملا جلا کر پیش کیا ہے - اور یہ کارروائی کر کے یقیناً مولوی صاحب ان لوگوں میں سے ہو گئے ہیں - جن کو قرآن کریم ان الفاظ میں تنبیہ فرماتا ہے -

ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق وانتم تعلمون (البقرہ)

ایسا کرنے کی بجائے مولوی صاحب کو واجب تھا - کہ یا تو وُہ اپنی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیالات کو سرے سے پیش ہی نہ کرتے - اور اگر انہوں نے پیش کئے تھے - تو ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی سند پیش کر دیتے - اور اگر ایسا بھی نہ کرنا چاہتے تھے - تو تفسیر کو اپنی رائے اور خیال سے پاک و صاف رکھتے - اور اگر یہ بھی نہ کر سکتے تھے - تو کم از کم اتنا تو ضرور کرتے - کہ اپنا اجتہاد ظاہر کرتے وقت ساتھ ساتھ یہ بھی بتلاتے جاتے - کہ یہ میری ذاتی رائے ہے :-

ایک طرف تفسیر کے دیباچہ کی عبارت کو رکھیں - جس کا اوپر ذکر آچکا ہے - دوسری طرف مولوی صاحب کے غلط عقیدے اور غلط رائے اور اجتہاد کو رکھیں - جن کی اس تفسیر میں کمی نہیں - اور پھر ان لوگوں کی رائے کو دیکھیں - جو مولوی صاحب کے ان غلط عقائد اور غلط اجتہاد کو پڑھنے کے بعد ان بودی باتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیالات کا عکس خیال کریں - اور پھر سوچیں - کہ ایسا خطرناک بیان دیباچہ میں شائع کر کے مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیا خدمت کی ہے بلکہ برعکس حضرت اقدس کے روشن نام کو بٹہ لگانے کی کوشش کی ہے :-

قرآن مجید کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم و عرفان ... اس تفسیر میں بکثرت ہو سے دکھائی دیتے ہیں - لیکن بخوف طوالت یہاں ایک دو باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے :-

۱ - حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہی کا وُہ پاک وجُود ہے جس نے خدا تعالےٰ سے خبر پا کر حضرت عیلسیؑ کی وفات کو قرآن مجید کی تیس آیات سے روزِ روشن کی طرح ثابت کیا - اور اعلان فرمایا - کہ حضرت مسیحؑ کی وفات میں حیاتِ اسلام مضمر ہے - اس سے پہلے خداوند کریم نے کسی کو گزشتہ تیرہ صدیوں میں یہ توفیق نہ بخشی - کہ وُہ حضرت عیسےٰؑ کی وفات از روئے قرآن ثابت کرتا - البتہ سر سید احمدؐ بھی حضرت عیسےٰؑ کی وفات کے قائل تھے - لیکن بوجہ نیچری خیالات رکھنے کے نہ کہ قرآن کے رُو سے بحیثیت تاریخدان اور زبردست مذہبی عالم و محقق ہونے کے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وُہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے زندہ اتارے جانے اور بعد میں اپنے وطن سے ہجرت کر کے خطۂ کشمیر میں آکر فوت ہونے کو اناجیل اربعہ اور تاریخ و کتب طب و قرآن سے براہین صحیحہ و دلائل قویہ سے ثابت کر کے عیسائیت کے عالی شان محل کو چکنا چور کر دیا - اور عیسائی مذہب پر موت وارد کر دی :-

(۲) قرآن مجید میں سورۂ نمل کے تیسرے رکوع کی آخری آیت حضرت سلیمان اور ملکہ سبا کے متعلق یوں وارد ہے :- قیل لھا ادخلی الصرح - فلما راتہ حسبتہ لجۃ وکشفت عن ساقیھا ط قال انہ صرح ممرد من قواریر ط .... رب العالمین - ط

اس آیت قرآنی کے متعلق گزشتہ تیرہ صدیوں میں مفسرین نے وہ من گھڑت اور بے سرو پا و اخلاق سوز کہانیاں وضع کیں کہ الامان - حتیٰ کہ اپنی کج فہمی اور آسمانی نور سے تہیدست ہونے کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام ایسے پاکباز نبی کے اعلےٰ کیرکٹر پر بھی خوفناک حملہ کر بیٹھے - جس کا تفصیلاً ذکر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ایک ایسے یگانہ فرد ہیں - جنہوں نے اس آیت کے ایسے عجیب و غریب معنی بیان فرمائے - کہ گویا علم و عرفان کے سمندر بہا دیئے اور بتایا کہ حضرت سلیمانؑ نے سورج پرست ملکہ سبا کو تمثیلاً ایسے لطیف پیرایہ میں خدائے واحد پر ایمان لانے کی تبلیغ کی - کہ ملکہ سبا کو اپنے مشرکانہ عقائد سے توبہ کرنے اور رب العالمین خدا پر ایمان لانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا - حضرت سلیمانؑ کے اس اعلیٰ درجہ کے تبلیغی مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے خوب پسند فرمایا اور کیا عجب کہ حضرت اقدس نے اس قرآنی آیت سے متاثر ہو کر اس کے مضمون کو اپنے ایک شعر میں یوں ادا فرمایا ہو ؎

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں - ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

مذکورہ بالا ہر دو باتیں عظیم الشان صداقت اور معرفت کی باتیں ہیں جنکے بیان کرنے سے مذہبی دُنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو گیا مگر کس قدر ظلم ہے - کہ ایسے معارف کے بیان کرنے والے جلیل القدر اور محسن انسان کا نام تفسیر کے ایسے مقامات پر بطور سند پیش نہ کیا جائے - اور نہ ہی اس کی ...

موضع جگیاں ضلع گورداسپور کے مسلمانوں پر

ہندوؤں کے تازہ مظالم

مسجد جلادی گئی

پیشتر ازیں بتایا جاچکا ہے۔ کہ موضع جگیاں تحصیل شکرگڑھ میں ہندو راجپوتوں کا ایک قصبہ ہے۔ جہاں مسلمان بھی مدت سے قریبًا ۷۰-۸۰ گھر غیر مالک سید - ارائیں - جولاہے - ماچھی - جوگی اقوام کے آباد ہیں - یہ قصبہ مذکور تھانہ کوٹ نیناں سے قریبًا دو میل جنوب کو واقع ہے - وہاں ہندو راجپوتوں نے مسلمانوں کو عرصہ تقریبًا پانچ ماہ سے قریب کے مذبح سے گائے کا گوشت لاکر استعمال کرنے کی وجہ سے تختۂ ظلم بنا رکھا ہے۔ ان پر طرح طرح کے مظالم توڑے جارہے ہیں - مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو سخت خطرے میں ہے - مسلمانوں کو ہندوؤں نے اپنی ملکیت اور اکثریت سے مرعوب کرکے اپنی مرضی کا اقرار نامہ لکھوالیا لیکن پھر بھی مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا - اور بدستور مسلمانوں کو تکالیف پونچائی جارہی ہیں - آخر مسلمانوں نے تنگ آکر ایک دعویٰ عدالت میں دائر کیا - لیکن یہ دعویٰ عدالت میں ہی سرگرداں تھا - کہ ہندوؤں نے موقع پاکر شام اور عشاء کے درمیانی حصے میں مورخہ ۸ جون کو نذر آتش کرکے اپنے انتہائی مظالم کا مظاہرہ کیا - ہندو آخری دم تک کھڑے خانۂ خدا کے جلنے کا تماشہ دیکھتے رہے ، آہ وہ جگہ جہاں مسلمان پانچ وقت بدرگاہ ایزدی اپنی جبین نیاز رکھتے تھے - آج تو وہ راکھ نظر آرہا ہے - مسلمانوں نے حکام ضلع سے چارہ جوئی کی - اور نائب تحصیلدار صاحب نے ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک کافی تعداد کی موجودگی میں سمجھونہ کرادیا - ہندوؤں نے منظور کرکے دستخط اور انگوٹھے ثبت کردئے - اور مسلمانوں کے سب مطالبات منظور کرلئے جو یہ تھے کہ ہم مسجد نئے سرے سے تعمیر کردیتے ہیں - مسلمان پانچ وقت اذان کہیں - نماز پڑھیں - مسلمان پیشتر کی طرح سے آزادی سے رہیں - کنوؤں سے پانی لیں مویشی باہر چرنے کے لئے جائیں - گھاس لائیں - ایندھن لائیں - غرضیکہ جو بھی انہیں ضرورت پڑے پہلے کی طرح بخوشی پورا کریں - مسلمان خوشی میں ۱۶ جون کی شام کو جب گاؤں میں آئے - شام اور عشاء اور دوسری صبح کو اذان کہی - فریضہ نماز ادا کیا - لیکن پھر ہندوؤں نے مسلمانوں کو اذان کہنے اور نماز پڑھنے سے روک دیا - کنوؤں سے پانی بند کردیا گیا - ان کے مویشی تھانے پونچائے گئے - یہ سب شرارت قصبہ مذکور کے ایک سرکردہ ہندو اور اس کے ہم خیال لوگوں - اور گردو نواح کے سرکردہ ہندوؤں کی منظم سازش کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ سمجھوتے کی نقل کی درخواست دینے اور ڈبل فیس ادا کرنے پر بھی عدم حوالگی نقل کے ساتھ سمجھوتے کا کالعدم قرار دینا ظلم اور اندھیر - مسلمان ہر طرح سے ستائے جارہے ہیں - صورت حالات نزاکت اختیار کررہی ہے - مسلمانوں کو مشتعل کیا جارہا ہے - حکام ضلع کی خدمت میں پیشتر دو دفعہ مسلمانوں کی مظلومیت عرض کی گئی - لیکن کوئی دادرسی اور شنوائی نہیں - کیا مسلمان گورنمنٹ کی رعایا نہیں جہاں اور دگر دکے مسلمانوں سے مظلوم بھائیوں کی درخواست ہے - وہاں سب سے اول حکام ضلع جناب صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اور کپتان صاحب بہادر پولیس کی خدمت میں التماس ہے - کہ وہ موضع مذکور کے مسلمانوں کی مظلومیت کی دادرسی فرماکر ان کے دینی حقوق محفوظ کریں (نامہ نگار)

اچھوت اقوام مشترکہ انتخاب پر رضامند نہیں ہوسکتیں

ہمیں یہ سن کر بڑا افسوس ہوا - کہ بمبئی کے چند اچھوت جاتی کے ہمارے بھائی کسی داؤ پیچ میں آکر اونچی ذات والوں کے پھندے میں پھنس گئے ہیں - ممکن ہے اونچی ذات والے ہندوؤں نے یونہی جھوٹ موٹ بطور پروپیگنڈا کے یہ شائع کردیا ہو - کہ چمار لوگ بھی مشترکہ انتخاب پر رضامند ہیں - لیکن کوئی سمجھ والا انسان کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ غریب اچھوت لوگ جو ہر طرح سے کمزور اور خستہ حالت میں ہیں - اونچی ذات والوں کے بالمقابل کبھی بھی مشترکہ انتخاب سے کوئی رتی بھر بھی فائدہ اٹھاسکیں گے - ہماری غریب اچھوت جاتیاں کبھی بھی اونچی ذات والے جینوں کے مقابلے میں کوئی اپنا انسانی حق نہیں حاصل کرسکتیں - ہماری غریب جاتیوں کی اصل اندرونی روح موجودہ حالات کے اندر کبھی بھی ایسی اونچی ذات والے لوگوں کے ساتھ نہیں مل سکتی - جو آئے دن ہماری غریب کی غریبی اور بے کسی سے بے جا فائدے اٹھارہے ہیں اور جن کا اس دنیا میں سوائے خود غرضانہ مطلب براری کے اور کوئی اعلیٰ مقصد نہیں - اصل میں غریب اچھوت جات کے چند ممبران کا جو کسی غلطی سے یا لالچ سے - یا کسی دباؤ سے اونچی ذات والوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں - اتنا قصور نہیں ہے کیونکہ وہ تو بیچارے ان پڑھ ہیں غریب ہیں جتنا کہ سنگین روحانی اور سنگین اخلاقی قصور ان پڑھے لکھے اونچی ذات والے اصحاب کا ہے جو اس طرح سے غریبوں کو بار بار دھوکہ دے کر شکار کرتے ہیں - اور ان کو کوئی پرماتما کا ڈر یا خوف نہیں - ہاں اگر اونچی ذات والے اصحاب پہلے اپنی مختلف برادریوں سے منوسمرتی جیسی غیر منصفانہ کتابوں کو ریزولیوشنوں کے ذریعہ منسوخ کرادیں - اور پھر دان پن میں ہماری غریب جاتیوں کا نہ صرف معمولی خیال رکھیں - بلکہ زیادہ تر دان ہماری غریب جاتیوں کو اٹھانے کے لئے عطا فرمایا کریں - اور ان دانوں کے خرچ کرنے والی کمیٹیوں کے اندر آدھے ممبر ہماری اچھوت جاتیوں کے ہوں - تاکہ ہم کو یقین ہو کہ وہ روپیہ واقعی ہماری غریب جاتیوں کے اٹھانے میں ہی خرچ کیا جاوے گا - تو ایک بات ہے - لیکن آج کل بہت سارا روپیہ جو باہر کی دنیا کو دکھلانے کے طور پر اچھوت نام سے اکٹھا یا خرچ کیا جاتا ہے - وہ قریبًا سارے کے سارا - بہت سے اونچی ذات والے نونہالوں کو اعلیٰ اعلیٰ تنخواہیں مہیا کرنے کے لئے ہی خرچ ہوتا ہے -

خاکسار - دیوی دیال سکرٹری آدی اچھوت سبھا چھاؤنی فیروزپور

بنگلور میں مستورات کا جلسہ

۲۳ جون ۱۹۳۱ء شام کے چار بجے بنگلہ قیصر ہند پیلس میں زیر صدارت محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد مستورات کا ایک جلسہ منعقد ہوا - جس میں تلاوت قرآنی و نظم کے بعد خواتین نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر پر زور تقریریں کیں - آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے بہت سی کارآمد ہدایات و مفید باتیں بیان فرمائیں :-

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ میں مرد تو مرد عورتیں بھی نہایت با عمل اور نیکی مومنہ پیدا کردی ہیں - جن کا ایک نمونہ جنابہ موصوفہ ہیں جو اپنے اثر و رسوخ اور اخلاق و علم کی بدولت مستورات میں ہر دلعزیز ہونے کے علاوہ ان کی اخلاقی و علمی و ادبی و اقتصادی و معاشرتی حالت کے درست کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں -

اختتام جلسہ کے بعد جنابہ موصوفہ نے نہایت مخلصانہ دریا دلی کے ساتھ ایک شاندار ٹی پارٹی کا انتظام فرمایا تھا - جس میں حاضرات نے چائے وغیرہ نوش کی -

راقمہ خادمہ علیمہ :- بنت غلام قادر مشرقی سکرٹری انجمن احمدیہ بنگلور

حبّ اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حبّ اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی مجرب حبّ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ ۴ر آنہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ روپیہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصولڈاک معاف ۔

مقوّی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں سیل جمتی ہو۔ زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت ۱۲ر آنے۔

سرمہ نورالعین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ آنکھوں کے امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانیوالا۔ دھند۔ غبار۔ ککرے۔ خارش۔ جالا ناخونہ۔ ضعف چشم۔ پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گی سڑی پلکوں کو تندرست کرنا۔ اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا۔ اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اسیر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے

المشتہر ناظم دواخانہ حاجی عبداللہ جان مجلس الصحت قادیان

جدید انگلش ٹیچر کو دیکھ کر

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یاد آگیا۔

جناب ماسٹر شمیع الدین صاحب بھوری سکول پوروہ کانپور فرماتے ہیں :-

آج تک میری نظر میں دو کتابیں لڑکوں کی شمع ہدایت کے لئے حد اولیٰ رکھتی تھیں۔ لیکن اب جدید انگلش ٹیچر مصنفہ ماسٹر صدیق الحسن کو دیکھ کر خدا کا کلام فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یاد آگیا۔ درحقیقت یہ کتاب بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ براہ مہربانی ایک اور کتاب اس پتہ پر ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

جناب آمنہ بیگم صاحبہ دختر جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فوجی جمعدار قادیان تحریر فرماتی ہیں۔ جدید انگلش ٹیچر کو جیسا سنا کرتی تھی۔ اس سے اولیٰ اور بہتر پایا۔ میں نے انگریزی میں کافی سے زیادہ لیاقت حاصل کرلی ہے۔ اور انگریزی گرامر سے خوب واقفیت ہو گئی ہے۔ جس کے لئے میں مصنف کی بہت مشکور ہوں۔ کیونکہ اس کے بغیر میں انگریزی میں اس قدر لیاقت حاصل نہ کر سکتی تھی۔ وہ لوگ جو اپنی پردہ دار لڑکیوں کے لئے گھر میں استاد نہ رکھ سکتے ہوں۔ ان کے لئے یہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر لائق استاد کی طرح انگریزی نہ پڑھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔

قمر برادرز (الف) شملہ

سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے۔ باعث ازدیاد ایمان ہوگا۔ جس میں سیرۃ النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈالکر ڈاکٹر محمد عمر صاحب۔ بی۔ ایم ایس نے ان لغزشوں پر عملی روشنی ڈالی ہے۔ جو مصنف نے اس محرکۃ الآرا کتاب میں کی ہیں۔ اور یہ ضروری کر دیا ہے۔ کہ جو لوگ سیرۃ النبی جلد ثالث پڑھیں۔ وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں۔ اس کتاب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۸ر

ملنے کا پتہ

شوکت تھانوی نزد محل امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ

بخار کی چٹکی

اس امریکن دوا کی تین چٹکی تھوڑے گرم پانی میں ملا کر پندرہ پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار۔ زکام۔ تلی نمونیہ۔ پلیگ۔ موتی جھرہ۔ چیچک۔ پتلے ہرے دست آنا۔ لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے۔ ٹانک کا کام دیتی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم ڈی۔ ایچ۔ ایس

جیلری اکبر لوکان نجد

افیون ! افیون !! افیون !!!

اگر آپ افیون کی عادت سے نجات حاصل کرنا چاہیں۔ تو ہم سے خط و کتابت کریں !

فیض عام میڈیکل ہال قادیان

دوکان سرمہ ممیرا

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حکیم خلیفہ اول علیہ الرضوان یہ سرمہ مقوی نظر ہے۔ اور بکثرت دل کے لئے ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال آنکھوں سے پانی جاری ہو کر نظر کمزور ہو۔ یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو۔ آنکھ دکھتی ہو۔ یا چار ڈنگ ہو۔ یا سرخی یا خارش یا دھند ہو۔ الغرض ہر قسم کی آنکھ کی بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ثابت شدہ ہے۔ اگر کسی شخص نے دو تین ہفتہ استعمال کیا۔ اور اس کی تکلیف اس سے نہ ہٹے۔ وہ آدمی باقی سرمہ واپس کرے۔ اس کی قیمت میں واپس دونگا۔ اور قسم اول فی تولہ (للعہ) قسم خاص سے ممیرا فی تولہ للعہ

ملنے کا پتہ

احمد نور کابلی مقام قادیان دوکان سرمہ ممیرا

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکسیر تسہیل ولادت مستورات کیلئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ بلا تامل منگاؤ۔ اور اس کے خداداد اثر کا مشاہدہ کرو۔ کہ کس طرح ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

ملنے کا پتہ

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ضرورت رشتہ

مجھے اپنے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ بیوہ ہو۔ عمر قریباً ۲۵-۲۶ سال تک ہو۔ شریف احمدی امور خانہ داری سے اچھی طرح واقف ہو۔ قومیت کا کوئی لحاظ نہیں۔ میری قوم ارائیں ہے اور گھڑی سازی و بائیسکل کا کام بھٹنڈہ میں اچھی طرح چلتا ہے۔ قریباً ایک صد روپیہ ماہوار آمدنی ہے۔ خواہشمند احباب پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں مستری محمد یوسف احمدی گھڑی و سائیکل مرچنٹ بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— چونکہ ابھی تک مالیہ اراضی ادا نہیں کیا گیا۔ اس لئے علاقہ بورسا دمیں حکومت نے قرقیاں شروع کر دی ہیں۔ گاندھی جی نے کلکٹر کو احتجاجی مکتوب لکھا ہے کہ یہ طریق عمل گاندھی ارون سمجھوتہ کے خلاف ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ عدم ادائیگی کی صورت میں حکومت کیا کرے۔

—— ۲۹ جون کو مقدمہ سازش دہلی میں سلطانی گواہ شہادت دے رہا تھا۔ کہ تماشائیوں کی گیلری سے ایک طالب علم نے دونوں جوتیاں اس کے سر پر دے ماریں۔ اور گواہ سلطانی کا بیڑہ غرق ہو کے نعرے لگائے۔ اسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔

—— دہلی میں ایک عورت نہر کے کنارے لیٹی ہوئی تھی۔ کہ ایک سانپ اس کے گلے میں لپٹ گیا عورت نے خوف سے چلانا شروع کیا۔ تو سانپ اس کے حلق میں گھس گیا۔ عورت کو ہسپتال میں لایا گیا۔ جہاں سانپ نکال کر ہلاک کر دیا گیا۔ عورت زندہ ہے۔ ؂

—— مولوی احمد سعید صاحب ناظم نام نہاد جمعیتہ العلماء نے ڈھاکہ میں مسلمانوں کے ایک جلسہ میں تقریر کی جس میں کانگریس کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مخلوط انتخاب کی تائید شروع کر دی۔ مجمع نے انہیں تقریر بند کر دینے پر مجبور کر دیا۔

—— فرنٹیر ریگولیشن کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ وہ سوائے پشاور کے کسی اور جگہ نہیں جائے گی۔ اس لئے جو لوگ شہادت دینا چاہیں۔ وہ دس جولائی تک وہاں پہنچ جائیں۔ یا سوالات کے جواب بھیج دیں ؂

—— شملہ کے سیاسی حلقوں میں یہ خیال عام ہے کہ گورنمنٹ کی نظروں میں کانگرسی کارکنوں کی سرگرمیاں قابل اعتراض ہیں۔ اور اس وجہ سے سردار پٹیل۔ عبد الغفار خاں اور پنڈت جواہر لال نہرو کی زبان بندی ہونیوالی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں گاندھی جی لندن نہیں جائیں گے ؂

—— لاہور اور کئی دیگر شہروں میں دھوکہ باز لوگوں نے جعلی فرمیں بنا رکھی ہیں۔ جن کے نام سے جادو۔ تعویذ۔ مسمریزم دوا فروشی اور قرضہ وغیرہ کے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی عیاریوں سے لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔ اسی قسم کے ایک مکار نے مختلف ناموں سے پچاس فرمیں کھولی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ تین تین سو روپیہ تک روزانہ کما رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ پولیس اب ان کے حالات کی تفتیش کر رہی ہے۔ اور ایسے جعلسازوں کے خلاف مقدمات چلائے جائیں گے۔

اگرچہ حکومت کو بہت دیر بعد ہوش آیا ہے تاہم اگر اب بھی اس دغابازی کا کچھ انسداد ہو جائے تو غنیمت ہے ؂

—— ۳۰ جون کو چٹاگانگ ریلوے سٹیشن پر پولیس کو ایک تھرڈ کلاس خالی ڈبہ سے بندوق کی بیس گولیوں کے دو پیکٹ دستیاب ہوئے۔ کوئی گرفتاری نہیں ہو سکی ؂

—— گورنمنٹ برما نے باغیوں کی عام معافی کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ اور سرغنوں کے سوا تمام ان باغیوں کو معافی دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ جو پرامن رہنے کا وعدہ کریں۔ ؂

—— کشمیر گورنمنٹ کا اعلان مظہر ہے کہ ایک پولیس افسر پر الزام لگایا گیا تھا۔ کہ اس نے ۹ جون کو جموں میں ایک کنسٹیبل سے قرآن شریف چھین کر زمین پر دے مارا۔ تحقیقات کے بعد یہ الزام غلط ثابت ہوا ہے۔ اس کا صرف اتنا قصور تھا۔ کہ وہ اشتعال میں آگیا۔ اور سپاہی کا بستر پیٹ کر پرے پھینک دیا۔ جس میں سے پنجسورہ نیچے گر گیا۔ اس وجہ سے اسے پنشن دیدی گئی ہے۔ اور کنسٹیبل مذکور برخاست کر دیا گیا ہے۔ خوب انصاف ہے۔ اس سے قبل خطبہ عید میں مداخلت کرنے والا بری کیا جا چکا ہے ؂

—— معلوم ہوا ہے اب کے گول میز کانفرنس میں سرکاری نمائندہ مسٹر ایمرسن چیف سکرٹری ہوں گے۔ کیونکہ مصالحت کے دوران میں وہ کئی بار گاندھی جی سے تبادلہ خیالات کر چکے ہیں۔ ؂

—— کلکتہ میں یوتھ لیگ نے ایک جلسہ کا اعلان کیا۔ اور سین گپتا کو صدارت پیش کی۔ مگر سبھاش پارٹی نے زبردستی انہیں سٹیج سے اتار کر قومی جھنڈے پر قبضہ کر لیا۔ خوب مار پیٹ اور جوت پیزار ہوئی۔ اینٹ پتھر۔ لکڑی۔ چھتری۔ جوتی غرضیکہ جو جس کے ہاتھ آیا دوسرے پر دے مارا۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے۔ جو ملک میں انصاف اور امن کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

—— ۲۸ جون کی شب کو نو بجے تھانہ بیر بوہرا (پٹنہ) پر بم پھینکا گیا جس سے سب انسپکٹر ہلاک اور ہیڈ کنسٹیبل سخت مجروح ہوا۔ شبہ میں دو ہندو گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن کے قبضہ سے پستول۔ کارتوس اور بم وغیرہ کا مصالحہ کافی مقدار میں برآمد ہوا ہے۔ دونو ملزم مقدمہ سازش دہلی کے مفرور بتائے جاتے ہیں۔ حکومت پر صلح نامہ کی خلاف ورزی کا الزام لگانے والے اپنی کارستانیوں پر غور کریں ؂

—— دہرہ بم کیس کے ملزم عبد الغنی کا اپیل ہائی کورٹ نے نامنظور کر دی ہے ؂

—— فرنٹیر کانگریس کمیٹی میں تفرقہ کی وجہ سے دو حصے ہو گئے ہیں۔ ایک حصہ کے صدر میاں احمد شاہ پیر سلاڈ سرخ پوش ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے مخالف ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسی جگہ باقی ہو۔ جہاں کانگرسیوں میں شدید پھوٹ نہ واقع ہو چکی ہو ؂

—— امریکہ کے ایک ہوٹل والے نے ایک ہوائی جہاز ساڑھے لاکھ روپیہ کی لاگت سے بنوایا ہے۔ جس میں بیک وقت ایک سو ساٹھ آدمی میزوں کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ جہاز میں باورچی خانہ۔ بجلی۔ پنکھا۔ ٹیلیفون۔ ریڈیو وغیرہ سب کچھ ہے وزن ۲۷ ٹن اور رفتار ۱۴۵ میل فی گھنٹہ ہے۔ اور ۱۸۰۰ سو گھوڑوں کی طاقت سے پرواز کرتا ہے ؂

—— لالہ لاجپت رائے کے اخبار پیپل کے ایڈیٹر لالہ فیروز چند غیر ملکی آرڈیننس کے ماتحت ایران کے خلاف ایک قابل اعتراض مضمون شائع کرنے کی وجہ سے گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ معلوم نہیں۔ اسلامی حکومتوں کے خلاف ہندوؤں کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے ؂

—— بھگت سنگھ میموریل کمیٹی کی طرف سے ایک اپیل شائع کی گئی تھی۔ جسے حکومت نے ضبط کر لیا۔ مگر معلوم ہوا ہے اسے پھر شائع کیا گیا ہے۔

—— ۵ نقاب پوش اور مسلح ڈاکو جمال پور کے ایک ساہوکار کا پانچ ہزار روپیہ لوٹ کرلے گئے۔ اور کہہ گئے۔ کہ یہ ملکی خدمت میں خرچ ہوگا ؂

—— پٹنہ کے قریب دو ڈاکوؤں نے گاڑی میں سے ایک صندوق زبردستی نیچے پھینکدیا۔ جس میں ۲۵ ہزار کا مال تھا۔ اور خود بھی اتر کر بھاگ گئے ؂

—— معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی ریلوں کے قریباً پچاس ہزار ملازم تخفیف کی وجہ سے علیحدہ کئے جا چکے ہیں ؂

—— یو۔ پی گورنمنٹ نے تخفیف کی غرض سے محکمہ بندوبست توڑ دیا ہے۔ اس وجہ سے پندرہ سو کلرک بیکار ہو گئے ہیں

—— کہا جاتا ہے۔ لاہور اور اس کے گرد و نواح میں آج کل بعض انقلاب پسند مفرور پناہ گزین ہیں۔ یکم جولائی کو نہر کے کنارے ایک شخص پھر رہا تھا۔ جسے ایک پولیس کانسٹیبل نے پکڑنے کی کوشش کی۔ مگر وہ ریوالور سے فائر کر کے بھاگ گیا۔ سپاہی زخمی ہو گیا ؂

—— بمبئی میں والیان ریاست کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چیدہ چیدہ نواب اور مہاراجے سوراج کو ہر چیز پر مقدم قرار دے رہے ہیں ؂

—— بلدیہ اوٹاکمنڈ اور مدورا کو بباعث بدانتظامی کے ایک سال توڑ دینے کا نوٹس گورنمنٹ نے دیدیا ہے ؂

—— گورنر پنجاب پر حملہ کرنے والے ہری کشن کی زندگی کے حالات ایک کتاب کی صورت میں لکھے گئے تھے۔ یہ کتاب حکومت نے ضبط کر لی ہے ؂

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؂